REGD No P.61

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

۱۸ احسان ۱۳۴۳ھ	۷ صفر ۱۳۸۴ ہجری	۱۸ جون ۱۹۶۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۶ جون ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۲ جون بوقت ۸ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کو ضعف کی تکلیف رہی Bedsore کی تکلیف ابھی چل رہی ہے ۔ اس وقت بھی طبیعت پہلے جیسی ہی ہے کل حضور سیر کے لئے بھی تشریف لے گئے ۔

احباب خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے ۔ آمین ۔

قادیان ۱۷ جون ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع بیگم صاحبہ و صاحبزادیاں کے بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں ۔ محترمہ بیگم صاحبہ کی والدہ محترمہ لاہور میں بہت بیمار ہیں اور محترمہ موصوفہ اپنی والدہ کی عیادت کے لئے پاسپورٹ پر مع عزیز مرزا کلیم احمد تشریف لے گئی ہوئی ہیں ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو خیریت سے رکھے اور آپ کی والدہ محترمہ کو اپنے فضل سے جلد صحتیاب فرمائے ۔ آمین ۔

بحیرۂ طبریہ کے متعلق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی

(از در)

مملکتِ اسرائیل کے ترقیاتی منصوبے

(مرسلہ از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی) :-

آج کل عرب اور اسرائیل کے درمیان دریائے اردن کے تنازع نے ایک نازک صورت اختیار کرلی ہے ۔ دریائے اردن ، اردن کی رگِ حیات ہے ۔ اس کی سرسبزی و شادابی اور زراعت و باغبانی میں اس دریا کا بڑا دخل ہے ۔ لیکن اعلان بالفور کے بعد جب ۱۹۴۸ء میں حکومت اسرائیل کا قیام عمل میں آیا تو اس وقت برطانیہ نے اردن اور فلسطین کی تقسیم کچھ اس ڈھب سے کی کہ دریائے اردن کے معاون ندیاں ۔ جھیلوں اور نالوں کا منبع اسرائیل کے ملک میں رہے ۔ اور وہ جب چاہے پانی کا ذخیرہ کرکے یا اس کا رخ موڑ کے دریائے اردن کو خشک کر دے ۔

اسرائیل کی طبعی حالت ادھر اسرائیل کے حصے میں فلسطین کی جو زمین آئی ۔ وہ زیادہ تر پتھریلی ریگستانی اور دلدلی زمین تھی ۔ اٹھارہ جس لاکھ انسانوں کی یہ چھوٹی سی مملکت جو ملک عرب کے جسم پر ناسور کی طرح پیدا ابھر گئی ہے ۔ دنیا کے دولت مند ترین افراد ، اعلیٰ سائنس دان ۔ اور بہترین تنظیمی قابلیت رکھنے والوں پر مشتمل تھی ۔ ان کے دل میں طبعاً یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس چھوٹی سی حکومت کو زرخیز کھیتوں ، عمدہ باغوں اور صنعتی کارخانوں میں بدل دیا جائے ۔ یہ کام دشوار تھا ۔ مگر وہ چھوٹی سی حکومت ہونے کی بجائے طاقتور اور کثیر الوسائل حکومت تھی اس نے اپنے ذرائع سے کام لے کر ان پروگراموں پر عمل شروع کیا ۔ اور واقعی میدان ترقی میں اس تیزی سے دوڑی کہ عرب ممالک اس کے نقوش قدم دیکھتے رہ گئے ۔ دلدلی علاقہ زراعتی علاقہ بن گیا ۔ جگہ جگہ مختلف قسم کے کارخانے کھل گئے ۔ صنعتی ترقی نے ملک کا نقشہ ہی بدل ڈالا ۔ اور اب کچھ دنوں سے ملک کو اور سرسبز و شاداب بنانے کے لئے سمندر کے ساحلی حصے اور صحرائے نجف کے ریگستانی علاقے کو قابل کاشت بنانے کی مہم شروع کی گئی ہے ۔ یہ منصوبہ ایسا ہے کہ انسان اس پر عمل کرنے کے لئے سب سے پہلے قدرت کے بنائے ہوئے ذرائع آب پر قابو پانے کی کوشش کرتا ہے ۔ اسرائیل نے بھی یہی کیا ۔ پہلے اس نے جھیلوں اور ندیوں کو اپنے کنٹرول میں لانے کی کوشش کی ۔ جو دریائے اردن کی معاون کہلاتی ہیں ۔ ان میں ایک نام بحیرۂ طبریہ کا بھی آتا ہے ۔

جو لوگ نہر اور بند کے طریقوں سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس منصوبہ میں کامیابی کے بعد ذرائع آب رسانی پر انسان کا کنٹرول ہو جاتا ہے ۔ وہ دریاؤں کا پانی نہروں اور پائپوں کے ذریعہ جہاں چاہے منتقل کر سکتا ہے اور جس علاقے کو چاہے بنجر اور جس علاقے کو چاہے جل تھل کر سکتا ہے ۔

بحیرۂ طبریہ اسرائیل نے جب اپنے ملک کے ذرائع آب رسانی کو ترقی دینے کی اسکیم بنائی تو سب سے پہلے بحیرۂ طبریہ اور بحیرۂ حلہ ہی کے پانی پر تصرف کیا ۔ ان جھیلوں اور ندیوں کا پانی قابو میں لانے کے لئے سیمنٹ اور کنکریٹ کے اتنے موٹے موٹے پائپ بنائے گئے ہیں کہ آسانی سے ایک نہر کا پانی ان سے گزر سکتا ہے ۔ اس منصوبے کی تکمیل کے بعد دریائے اردن اور اس کی معاون جھیلوں وغیرہ پر اسرائیل کا اسی طرح کنٹرول ہو جائے گا جس طرح آج ہر شہر میں واٹر ورکس کے ذریعہ پانی کا خزانہ انسان کے قبضہ اختیار میں آجاتا ہے ۔

مثال کے طور پر ہم بمبئی ہی کے ذرائع آب رسانی کو دیکھتے ہیں ۔ شہر بمبئی کو روزانہ سات کروڑ گیلن پانی کی ضرورت پڑتی ہے ۔ شہر کی یہ ضرورت پوری کرنے کے لئے موسم برسات میں جگہ جگہ پانی کا ذخیرہ کیا جاتا ہے ۔ جیسے "وہار لیک" اور "تانسا جھیل" ان دونوں جھیلوں کا پانی موٹے موٹے پائپوں کے ذریعہ جن کا قطر کہیں کہیں دس فٹ سے بھی زیادہ ہے شہر تک لایا جاتا ہے ۔ اور پھر عام پائپوں کے ذریعہ یہ پانی گھر گھر پہنچا دیا جاتا ہے جس دن اسرائیل کا منصوبہ آب رسانی پایہ تکمیل کو پہنچے گا اس دن بحیرۂ طبریہ اور دریائے اردن کا بھی یہی حال ہو جائے گا ۔ اسرائیل اپنی مرضی کے مطابق پانی کے ان ذخیروں کو استعمال میں لائے گا ۔ اور اردن اسرائیل کی مرضی کے بغیر اس کا پانی حاصل نہیں کر سکے گا ۔ یہ خبر کہ اسرائیل کے ان منصوبے میں اپنی موت نظر آرہی ہے متبادل اسکیموں پر غور کر رہا ہے ۔ وہ دریائے یرموک کے پانی کا ذخیرہ کرنا چاہتا ہے ۔ جس سے اردن کی ایک لاکھ چالیس ہزار ایکڑ زمین سیراب ہو سکتی ہے ۔

تنازع للبقا یہ تو قوموں کا تنازع للبقا تھا ۔ لیکن کہ حریفانہ داؤ پیچ میں بحیرۂ طبریہ کا کیا حال ہوگا ۔ اس کا ذخیرہ اب اسرائیل کے قبضے میں ہوگا ۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق یہ ذخیرہ دوسری جگہ منتقل بھی کر سکتا ہے ۔ اور اس طرح بحیرۂ طبریہ خشک بھی ہو سکتا ہے ۔

بحیرۂ طبریہ کے متعلق پیشگوئیاں اردن اور اسرائیل کی کشمکش دیکھنے کے بعد اب ذرا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئیاں پڑھیے ۔ جن کا خروج دجال اور ظہور یاجوج و ماجوج سے تعلق ہے ۔ ان پیشگوئیوں میں "بحیرۂ طبریہ" کا ذکر بھی آتا ہے ۔ آپ فرماتے ہیں کہ یاجوج و ماجوج بحیرۂ طبریہ کا پانی پی جائیں گے ۔ اور وہ خشک ہو جائے گی ۔ یہ حضرت نواس بن سمعان کی روایت ہے ۔ حضرت تمیم داری کا وہ کشف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں اصحاب کرام کو سنایا ۔ اس میں کہا گیا ہے کہ دجال سمندر کے قید خانہ میں بیٹھ کر بحیرۂ طبریہ کی خشکی کا انتظار کر رہا ہے ۔ تاریخ شاہد ہے کہ یورپی اقوام کو انسب پر تسلط سمندری راستے ہی سے حاصل ہوا ہے اس کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کی

(باقی صفحہ ۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۶۲ء

سات سو شادیانے ـــ اور ـــ چھ کروڑ ماتم

کچی مٹی کی بنی ہوئی دیواروں پر کھجور کے پتوں کی بے ترتیب سی اور جھکتی ہوئی چھت کے نیچے ۔ کچے گیلے فرش پر ٹوٹی پھوٹی چٹائیوں پر چند مفلوک الحال اور فاقہ کش انسان بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ان کے لباس اور بے لباسی میں کوئی حدِ فاصل قائم کرنا مشکل ہے ۔ ان کے جامے کہنہ اور تار تار ہیں ۔ پیٹوں پر پتھر بندھے ہوئے ہیں یا یوں کہیئے کہ فاقوں کے عفریت پر سنگباری کی گئی ہے ۔ ان کے گھروں میں نانِ جویں تک کا سامان نہیں ہے ۔ شب بسری کے لئے انہیں ٹھکانہ تک میسّر نہیں ہے ۔ یہ ایک چھوٹی سی بستی ہے ۔ جس میں وہ وہ لُٹے پٹے چند افراد مقیم ہیں ۔ زمانے کے ستائے ہوئے چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے ۔ گھر سے بے گھر اور در سے بے در کئے ہوئے ۔ ایک لُٹا ہوا چھوٹا سا قافلہ ۔ یا یوں جیسے بچھے ہوئے بال و پر والے چند پرند ۔

مگر بے سر و سامانی کی اتنی ولدوز کیفیات کے باوجود ان کے چہروں پر مسّرت کی لہریں ہیں ۔ وہ بار بار ایک دوسرے کو مبارکباد کہہ رہے ہیں ۔ وہ خوشیوں کے جھرمٹ میں ایک دوسرے سے بغلگیر ہو رہے ہیں ۔ شادمانی اور بہجت کی ایسی فراوانی کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شدت سے ان کے سینے آج پھٹ جائیں گے ۔ ان کے جسم کے رونگٹے رونگٹے سے خوشیاں پھوٹی پڑتی ہیں ۔ ان میں سے ہر شخص کے لب پھڑک رہے ہیں کچھ کہہ دینے کے لئے ۔

آج مردم شماری کرائی گئی تھی ۔ ٹوٹے پھوٹے گھروندوں کی اس چھوٹی سی بستی میں چند مفلوک الحال لوگوں کی مردم شماری ۔ اور اسی کے نتیجے کو دیکھ کر آج جشن شادمانی ہو رہا ہے ۔ ایک شخص خوشی سے جھومتا ہوا آگے بڑھ کر عرض کرتا ہے یا رسول اللہ : مردم شماری مکمل ہو گئی ہے ۔ اور ہماری تعداد چھوٹے بڑوں سمیت سات سو ہے ۔ ایک دوسرا فاقہ کش آگے بڑھتا ہے ۔ اور وہ بڑے ہی فخر کے ساتھ عرض کرتا ہے ۔ یا رسول اللہ ! اب تو ہم سات سو ہو گئے ہیں ۔ اب دنیا کی کوئی طاقت ہمیں مٹا نہیں سکتی !

سات سو

صرف سات سو

صرف سات سو دیوانے !

یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی ماں کے پیٹ سے نکلے ہوئے بھائی ہیں ۔

وہ آسمان سے اُتری ہوئی عبرمری رسّی کو نہایت مضبوطی کے ساتھ تھامے ہوئے آج اتنے خود اعتماد ہیں کہ دنیا بھر کی مخالف قوتوں سے لوہا لینے پر تل گئے ہیں ۔ انہیں اپنی اس چھوٹی سی بے سر و سامان جمعیت پر اتنا ناز ہے کہ مخالفت کے طوفانوں سے ٹکرا جانے کے لئے تیار نظر آ رہے ہیں ۔ انہیں خوب معلوم ہے کہ ملک بھر کے خونخوار درندے ان کا تعاقب کر رہے ہیں ۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں ۔ کہ ہزاروں خون آشام تلواریں ان کے خون کا آخری قطرہ تک پی جانے کے لئے علاقہ بھر میں بیتاب ہیں ۔ انہیں یہ حتمی اور یقینی اطلاعات مل چکی ہیں ۔ کہ مشرکوں کے لشکر اور قبائل در قبائل ان کو صفحۂ ہستی سے نابود کر دینے کا تہیّہ کر چکے ہوئے ہیں ۔

لیکن آج ان میں سے ہر شخص مسرور ہے ۔ مردم شماری کے شاندار نتیجے نے ان کی ساری کلفتیں دور کر دی ہیں ۔ انہیں اپنی بے سر و سامانی یاد نہیں رہی ۔ وہ اتنا تو خوب جانتے ہیں کہ لاکھوں کے مقابلہ میں سات سو کی تعداد کو عددی حیثیت سے کوئی دور کی نسبت بھی نہیں ۔ لیکن آج قلت و کثرت کے امتیاز کو قطعاً فراموش کر کے ان کے دل اس یقین سے لبریز ہیں کہ دنیا کی کوئی طاقت انہیں مٹا نہیں سکتی ۔ کیوں ؟ اس لئے کہ اب وہ سات سو ہو گئے ہیں !

یہ یقین کہاں سے آیا ؟ سے بال و پری خوفناک پہاڑوں کے سامنے کیونکر ایستادہ اور مقابلہ پر آمادہ ہو گئی ؟ وہ کیا چیز تھی جس نے ان کے دلوں میں خود اعتمادی کا ناقابلِ شکست جذبہ پیدا کر دیا ؟ ـــ وہ محض ایمان تھا ۔ مضبوط ایمان ۔ جو انہیں خدا تعالیٰ کے وعدوں اور نصرت پر تھا ۔ وہ مومن تھے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا کہ انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین

وہ مدینہ کی بستی تھی ۔ اور ہجرت کے ابتدائی ایّام ۔

اور سات سو کی تعداد ـــ اور مدینہ منورہ کی خاکِ پاک گواہ ہے کہ اس روز گلیوں میں وہ لوگ دیوانہ وار دوڑتے پھرتے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے کہ اب ہم سات سو ہو گئے ہیں ـــــ یا رسول اللہ ! اب ہم سات سو ہو گئے ہیں ۔ اب دنیا کی کوئی طاقت ہمیں مٹا نہیں سکتی (صلے اللہ علیہ وسلم ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین)

۱۹۶۱ء کی مردم شماری کی رُو سے بھارت میں پانچ کروڑ سے اوپر مسلمان بستے ہیں ۔ اور بعض غیر سرکاری اندازوں کے مطابق چھ کروڑ کے لگ بھگ ہیں ۔ چھ کروڑ یعنی چھ سو لاکھ ۔ لیکن حالت یہ ہے کہ آج بھارت کا مسلمان بعض حادثات سے متاثر ہو کر مایوسیوں سے دوچار ہے وہ سہما اور دبکا ہوا ہے ۔ کہ خدا جانے کیا ہو جانے والا ہے ۔ وہ اگر شمار بھی کرتا ہے ۔ تو ایک ایک کر کے چھ کروڑ گنتا ہے وہ اکٹھا چھ کروڑ نہیں گنتا ۔ اس لئے کہ وہ متفرق ہے ۔ وہ منتشر ہے ۔ وہ دینی طور پر افتراق کا شکار ہے ۔ اور دنیاوی طور پر بے وقر اور بے وقعت ہے ۔ ملک کی سب سے بڑی اور بہت بڑی اقلیت ہوتے ہوئے بھی وہ خود اعتمادی سے کوسوں دور ہے ۔ آسمان سے اُتری ہوئی حبل اللہ کو چھوڑ کر وہ اب محض ہوا میں ہاتھ مار رہا ہے ۔ وہ چاہتا ہے کہ سر بلند ہو ۔ لیکن اس سر بلندی کے لئے وہ عمل سے تہی ہے ۔ وہ ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتا ہے ۔ لیکن بیدار نہیں ہوتا ۔ وہ دھکے کھاتا ہے لیکن نیند کے خمار سے اس کی آنکھوں کے پپوٹے بوجھل ہیں ۔

آہ وہ مسلمان ! جس کا دل امیدوں اور امنگوں اور ولولوں کا مسکن بنایا گیا تھا ۔ جسے یہ وعدہ دیا گیا تھا کہ تو ہی سر بلند ہے ۔ بشرطیکہ تو مومن ہے ۔ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین ۔ لیکن وہ صرف نتیجہ چاہتا ہے ۔ عمل نہیں کرتا ۔ حالانکہ اس کارگاہِ حیات میں ۔ اسباب و علل کی اس دنیا میں عمل پہلے ہوتا ہے ۔ اور نتیجہ بعد میں ۔ وہ نادان نہیں جانتا کہ محض تمنائیں کبھی حقیقت کا لباس نہیں پہنا کرتیں ۔ محض ارادے کبھی تقدیر نہیں بنا کرتے یہ صرف عمل ہی ہے ۔ جو نتیجوں کو پردۂ غیب سے کھینچ کر باہر نکالتا ہے ۔ وہ صرف ملوکیت چاہتا ہے ۔ لیکن اس شرط کو اڑا کر جو اللہ تعالیٰ نے اس پر عاید کی تھی ۔ !

چھ کروڑ کی تعداد اتنی بڑی تعداد ہے کہ بعض بڑے بڑے اور مشہور اور طاقتور ملکوں کی ساری آبادی بھی اس سے کہیں کم ہے ۔ لیکن بھارت کا چھ کروڑ مسلمان اپنے انتشار و افتراق کے باعث اور لامرکزیت کی بیماری میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ٹوٹی ہوئی تسبیح کے دانوں کی طرح منتشر ہے حالانکہ اس کے بزرگوں نے اس کے ہاتھ میں تسبیح پکڑا کر تصویری رنگ میں اسے بتایا تھا کہ بیٹا ! یوں رہو گے تو تسبیح رہو گے ورنہ یاد رکھو ۔ دانہ دانہ ہو کر بکھر جاؤ گے ۔ لیکن افسوس کہ آج کا مسلمان تصویری زبان تو الگ رہی طوفانوں کے تھپیڑے کھا کر بھی حبل اللہ میں منسلک نہیں ہوتا ۔

گذشتہ دنوں بھارت کے بعض حصوں میں جو ہولناک فرقہ وارانہ فسادات ہوئے ہیں ۔ ان کا نتیجہ مسلمانوں کی حد تک سوائے اس کے کچھ نہیں نکلا ۔ کہ کچھ مخیّر لوگوں نے تھوڑی تھوڑی رقوم جمع کر کے ان خانماں برباد مسلمانوں کی امداد کر دی ۔ اور وہ بھی اتنی کم کہ ناقابلِ ذکر ۔ لاکھ دو لاکھ روپیہ کی رقم سارے بھارت کے مسلمانوں سے جمع کر لینا اہلِ نظر کے نزدیک قطعاً کوئی کام نہیں ہے ۔ چھ کروڑ کا مطلب یہ ہے کہ ان تعداد کا کم از کم $\frac{1}{2}$ حصہ برسر روزگار ہے ۔ یعنی ساٹھ لاکھ ۔ اگر وہ پانچ روپیہ سالانہ بھی کسی مرکزی دینی فنڈ میں جمع کریں تو تین کروڑ روپیہ سالانہ بنتا ہے ۔ اگر وہ پہلے نہیں تو گذشتہ سترہ سال سے تین کروڑ سالانہ جمع کرتے رہتے تو آج نصف ارب روپیہ جمع ہوتا ۔ جس میں سے حالیہ فسادات سے متاثرہ چند ہزار افراد کی بحالی کے لئے فراخدلی سے خرچ کیا جا سکتا تھا ۔ لیکن افسوس کہ لامرکزیت نے اور وحدت ملی کے فقدان نے چھ کروڑ کو دانہ دانہ کر کے رکھ دیا ہے ۔ اور آج بھارت کا مسلمان ایک طرف بدنظمی اور بدامنی کا شکار ہے تو دوسری طرف یاسیت اور قنوطیت نے اسے لاشۂ بے جان بنا کر رکھ دیا ہے ۔

یہ صرف اس لئے ہوا کہ اس نے حبل اللہ کو چھوڑ دیا ۔ اور لامرکزیت کے باعث اپنی اجتماعی قوت کو خاک میں ملا دیا ہے ۔ یہ حالیہ فسادات تو محض طمانچے تھے مسلمان کے منہ پر ۔ محض ٹھوکے تھے اس کی سوئی ہوئی رگِ حمیت پر ۔ اگر وہ اب بھی بیدار نہ ہوا ۔ اگر اب بھی اس نے اپنے ہاتھوں کو حبل اللہ سے دور رکھا ۔ اگر اب بھی وہ مومن بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی کھوئی علویت حاصل کرنے کے لئے نہ گڑگڑایا ۔ اور محض اپنے چھ کروڑ ہونے پر جھوٹا ناز کرتا رہا ۔ تو وہ یاد رکھے ۔ بغداد کی تباہی کی طرح بھارت کی فضاؤں میں بھی فرشتے سرگوشیاں کر رہے ہیں ۔ کہ

یا ایہا الکفار اقتل الفجّار ۔

اور پھر بھارت کا چھ کروڑ مسلمان چھ کروڑ ماتم بن کر رہ جائے گا !!

(ف ۔ ا ۔ گ)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کو پانے اور اس سے تعلق قائم کرنے کی حقیقی تڑپ اپنے قلوب میں پیدا کرو

صحیح راستہ کو پانا اور پھر اس پر چلنا اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہی موقوف ہوتا ہے

سورۂ فاتحہ کی آیت اھدنا الصراط المستقیم کی پُر معارف تفسیر

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۲؍ فروری سنہ ۱۹۳[illegible]ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
یوں تو سورۂ فاتحہ خطبہ جمعہ سے پہلے

برکت اور دعا

کے طور پر میں ہمیشہ ہی پڑھتا ہوں لیکن کبھی کبھی اس سے مراد یہ بھی ہوتی ہے کہ خطبہ کا مضمون اس سے تعلق رکھتا ہے۔ اور آج اسی رنگ میں میں نے اس کی تلاوت کی ہے۔ آج میں اس کی آیت اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی طرف جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔

ہم روزانہ دعا کرتے ہیں

کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ اور ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، تین دفعہ نہیں، روزانہ چالیس پچاس دفعہ یہ دعا کرتے ہیں اور اس دعا میں ہم کئی باتوں کا اقرار کرتے ہیں جو اپنی ذات میں نہایت اہم ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ اعمال میں ان کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ پہلی چیز جس کا اقرار اس میں کرتے ہیں یہ ہے کہ صراط مستقیم دنیا میں موجود ہے۔ کیونکہ اگر موجود نہ ہو۔ تو مانگ کس طرح سکتے ہیں۔ عقلمند انسان وہی چیز مانگتا ہے جس کا اسے یقین ہو کہ دنیا میں موجود ہے۔ جو چیز میسر ہی نہ آسکے۔ کوئی ہوش و حواس رکھنے والا انسان اس کے لئے دعا نہیں کیا کرتا۔ تو یہ دعا کر کے ہم گویا اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ واقعی کوئی ایسی راہ موجود ہے جو انسان کو خدا تعالیٰ تک پہنچا سکتی ہے یہ اقرار معمولی نہیں اگر واقعی دل میں یہ خیال ہو کہ ہر انسان خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے تو

زندگی کا نقشہ

ہی بالکل بدل جائے۔ جن باتوں کے متعلق انسان کو یقین ہو کہ اسے مل سکتی ہیں۔ ان کے لئے وہ اور ہی رنگ میں جدوجہد کرتا ہے۔ اور وہ باتیں ہر وقت اور تمام کاموں میں اس کے مدنظر رہتی ہیں اور کسی وقت بھی وہ ان کو نہیں بھولتا۔ پس اگر یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ مل سکتا ہے اور اس کے ملنے کے ذرائع کھلے ہیں۔ تو یہ بھی صاف ہے کہ دنیا کی اور کوئی چیز اس کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتی جسے خدا مل جائے اُسے بھلا اور کیا چاہیئے۔

دنیا کے سارے عذاب

اٹھاتے ہیں۔ دنیا میں لوگ بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جانیں تک دے دیتے ہیں۔ حالانکہ اس کی خوشنودی کا انہیں کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک شخص مارا جائے اور اس کے بعد بادشاہ داد دے کہ بھی دے تو مرنے والے کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ مگر باوجود اس کے بادشاہ سے جو تعلق اور محبت لوگوں میں پائی جاتی ہے اس کی وجہ سے لوگ جانیں دے دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں۔ اگر زندگی میں ہمارا نام بادشاہ تک نہیں پہنچ سکا تو شاید موت کی خبر ہی اسے پہنچ جائے اور وہ خوش ہو جائے اسی خیال کے تحت لڑائی میں جاتے ہیں۔ اور گولی یا تلوار سے مر جاتے ہیں۔ آگے ان کا معاملہ خدا سے ہوتا ہے۔ خواہ جہنم میں ڈالے یا جنت میں۔ مگر محض اس لئے کہ ان کا نام بادشاہ تک پہنچ جائے۔ وہ جان دے دیتے ہیں یا پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر بچ رہے تو شاید اس جانثاری کے عوض میں کبھی بادشاہ تک پہنچ جائیں۔ اور اس امید موہوم کی وجہ سے ہی وہ اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتے ہیں۔ بسا اوقات ایسے لوگ مر جاتے ہیں لیکن ایک سپاہی خواہ وہ کتنے ہی اخلاص سے کیوں نہ جان دے۔ بادشاہ کی طاقت میں یہ بات نہیں کہ اگلے جہان میں جا کر اس سے مل سکے اور کچھ دے سکے۔

چونکہ اس آیت سے قبل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اس لئے صاف معلوم ہوتا ہے

خدا تعالیٰ کا راستہ

ہی مانگا جا رہا ہے۔ اگر اوپر مکہ مدینہ کا ذکر ہوتا یہ راستہ بھی مکہ مدینہ کا ہی سمجھا جاتا یا اگر لندن یا پیرس یا کسی اور ملک کا ذکر ہوتا تو راستہ بھی وہیں کا ہوتا۔ اور اگر تجارت یا زراعت کا ذکر ہوتا تو ہم کہتے رستہ سے مراد اسی کا رستہ ہے۔ لیکن چونکہ اوپر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اس لئے ثابت ہوا کہ راستہ سے مراد بھی اسی کا راستہ ہے۔ کیونکہ سب سے مقدم بیان وہی چیز ہے جس کا ذکر پہلے آیا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس جب ہم یہ دعا مانگتے ہیں تو گویا اقرار کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ

موجود ہے۔ اب سوچو کہ اس شخص کے مقابلہ میں جو بادشاہ تک پہنچنے کی موہوم امید میں اپنی جان کھو دیتا ہے۔ ہماری کوششیں کتنی بڑی ہونی چاہئیں اگر واقعی دل میں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ مل سکتا ہے۔ تو دیکھو تمہارے دل میں اسے ملنے کے لئے کتنی تڑپ ہے۔ جو شخص منہ سے تو یہ اقرار کرتا ہے لیکن اس کے لئے کوشش نہیں کرتا۔ اور ہمیشہ یہی دعا کرتا رہتا ہے کہ میرے ہاں بچہ ہو۔ جائداد اور ورثہ کے مقدمہ میں مجھے فتح ہو۔ تجارت چل نکلے۔ بارش پڑے تا کھیتی ہو جائے۔ میرا دشمن ذلیل ہو جائے۔ اور خدا تعالیٰ سے ملنے کے لئے کوئی تڑپ اس کے دل میں پیدا نہیں ہوتی تو صاف پتہ لگ گیا کہ یہ اقرار صرف منہ کا اقرار ہے۔ کیونکہ جن کا یقین ہوتا ہے۔ وہ کوشش بھی ضرور کرتے ہیں۔ اور اسے بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ ایک ضرب المثل ہے نو نقد نہ تیرہ ادھار۔ یعنی ادھار کا چونکہ یقین نہیں ہوتا اسلئے خواہ وہ زیادہ ہی ہو اسے چھوڑ کر تھوڑے نقد کو لینا بہتر ہے۔ پس جس شخص کے دل میں

خدا تعالیٰ کی ملاقات کا یقین

نہ ہو وہ باوجود خیال ہونے کے دنیا کو مقدم کر دے گا۔ کیونکہ یہ اسے نظر آتی ہے۔ جیسے پنجابی میں کہتے ہیں "ایہہ جہان مٹھا اگلا کن ڈٹھا" یعنی یہ جہان اور اس کی لذت تو نظر آتی ہے۔ لیکن اگلے جہان پر شبہ ہے اور شبہ پر یقین کو کوئی قربان نہیں کیا کرتا۔ لیکن جو شخص منہ سے کہتا ہے اھدنا۔ وہ اقرار کرتا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ پر پورا یقین ہے اور جسے یہ یقین ہو وہ دنیا کی کسی چیز کو اس پر ترجیح نہیں کرے گا۔ اسے خواہ آگ میں ڈال دیا جائے۔ سے مونہہ وہ پھیر نہیں سکتا جسے [illegible] اس کے جسم کو خواہ کتنی ہی تکلیف پہنچائی جائے لیکن اس کی زبان پر وقت سے پہلے یہ نہ آئے گی کہ میں خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کر رہا ہوں اور اگر کسی وقت وہ اس تکلیف کو بھول کر سکے تو وہ یہی وقت ہو سکتا ہے جب اسے خدا سے ملنے کا شوق پیدا ہو گیا ہو گا۔ کیونکہ اگر یقین ہو گا تو وہ کسی تکلیف کی بھی پرواہ نہیں کرے گا اور یہی کہے گا کیا ہوا اگر مجھے تکالیف پہنچیں ہیں جبکہ میں خدا سے ملنے والا ہوں۔ غرض جب انسان کے

دل میں یقین

ہو تو اس کا نقطۂ نگاہ بالکل بدل جاتا ہے۔ اس وقت خواہ کتنی مصائب آئیں کچھ پرواہ نہیں ہوتی اور انسان خوشی محسوس کرتا ہے میرا یہ مطلب نہیں کہ انسان دعا کرے کہ اس پر تکالیف آئیں بلکہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تکالیف برداشت کرنے ہی ملتا ہو تو ہمیں راحت سے ان تکالیف کو برداشت کرنا چاہیئے۔ یہ تو ہر شخص کوشش کرتا ہے کہ زندہ رہے اور بادشاہ تک پہنچے لیکن اگر مرنا ہی پڑے تو مر جاتا ہے۔ طالب علموں کو

ہائی سکول میں ایک ریڈر

پڑھائی جاتی ہے جس میں ایک نظم ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ بادشاہ کی خوشنودی کے لئے لوگ کس طرح تکالیف اٹھاتے ہیں۔ فرانسیسی فوج ایک قلعہ پر قبضہ کرنے کے لئے کوشش کر رہی تھی اور نپولین کھڑا دیکھ رہا تھا اور سوچتا تھا کہ اگر یہیں فتح نہ ہوئی تو کس قدر عظیم الشان نقصان ہو گا۔ اتنے میں ایک سپاہی دوڑتا ہوا آیا اور اسے بشارت دی کہ قلعہ فتح ہو گیا۔ نپولین اس کے خیال میں لگا سوالات پوچھتا رہا۔ اتنے میں اس نے دیکھا کہ سپاہی کے پہلو سے گولی نکل گئی ہے یہ دیکھ کر اس نے کہا۔ دیکھو تمہارے دل تک ہے اور خون بہہ رہا ہے۔ سپاہی جس کو ہوش میں لا کر بادشاہ تک یہ خبر پہنچا دوں

اور محض یہ نقطہ نگاہ ہے کہ بادشاہ اس گولی کو دیکھے جو اس سلسلہ کے لئے کھائی ہے زخمی ہونے کی حالت میں وہ پڑا ہوا کیا تھا۔ ورنہ ایسی حالت میں تو اٹھا بھی نہ جاتا تو انسان اپنی محبوب ہستی کی خوشنودی کے لئے ہر تکلیف کو خوشی برداشت کر لیتا ہے پس اگر اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا ہمیں یقین ہے تو ہر اس تکلیف کو جو اس کے راستہ میں پہنچے بخوشی برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

دوسری چیز

جس کا اقرار اس آیت میں ہے یہ ہے کہ اس رستہ پر چلنا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ کیونکہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہم کہتے۔ اے خدا تیرا بڑا احسان ہے کہ تو نے ہمیں رستہ بتا دیا۔ اب ہم اس پر چلتے ہیں۔ مگر نہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں کہ تو نے رستہ دکھا دیا۔ اب اس پر ہمیں لے بھی چل۔ گویا وہ مثل ہوئی کہ لاد دے۔ لدوا دے اور لادنے والا ساتھ دے۔ یعنی چیز بھی دے اور اسے جانور پر بھی رکھ دے۔ اور ساتھ آدمی بھی دے تاکہ اگر راستہ میں ضرورت پیش آئے تو وہ لاد دے سکے۔ تو اھدنا میں ہم یہ مانتے ہیں کہ رستہ کا دکھانا اور اس پر چلانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے پہلی بات یعنی راستہ دکھانا

انبیاء کا کام

ہے۔ اور اس طرح ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کلام کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ ماننے کے بعد ہمارے دل میں خواہش پیدا ہونی چاہیئے۔ کہ ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف سے بشارت مل جائے۔ اور اس کلام سے ایسا معاملہ ہو۔ کہ اس کے کلام کے ذریعہ سے ہمیں یقین واثق ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہام کے لئے اصرار کرنا ناپسند فرمایا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ الہام اپنی ذات میں ناپسندیدہ چیز ہے۔ شریعت نے

استخارہ کا حکم

دیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ اے خدا تو اس کام میں ہماری راہ نمائی کر۔ خواہ تعبیری الہام سے ہو خواہ وحی خفی سے ہو اور خواہ کشفی نظارہ ہو ہماری راہ نمائی کر
پس معلوم ہوا کہ صرف نبوت یا ماموریت کی خواہش ناجائز ہے۔ لیکن یہ خواہش کہ خدا تعالیٰ براہِ راست راہ نمائی کرے ناجائز نہیں گویا الہام کے لئے کوئی قید نہ لگائی جائے تو یہ جائز ہے پس جب ہم یہ دعا کرتے ہیں۔ تو سوچنا چاہیئے کہ کتنے ہیں۔ جن کے اندر یہ تڑپ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے براہِ راست اور کسی انسانی واسطہ کے بغیر ہمیں ہدایت حاصل ہو۔ جب اپنے اندر اس بات کی خواہش نہ ہو تو خدا تعالیٰ کیوں یہ نعمت دے گا۔ وہ بادشاہ ہے اور صرف خواہش کرنے کے بعد ہی متوجہ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ سے براہِ راست تعلق کے بغیر

ایمان کی تکمیل

نہیں ہو سکتی۔ انبیاء اور ان کے قائم مقاموں سے بھی اسی وقت فیض حاصل ہو سکتا ہے۔ جب ان سے براہِ راست ذاتی تعلق پیدا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تاکید فرمایا کرتے تھے کہ بار بار ملتے رہنا چاہیئے اور میں بھی یہ نصیحت کرتا رہتا ہوں۔ اگرچہ دل ڈرتا بھی ہے کیونکہ جماعت خدا کے فضل سے اتنی بڑی ہو گئی ہے کہ ہر ایک سے ذاتی طور پر واقفیت رکھنا آسان نہیں مگر یہ صحیح ہے کہ جب تک تعلق نہ ہو اور تعلق بھی متعلمانہ ہو۔ یہ نہیں کہ آئے بیٹھے اور باتیں کیں اور سب کچھ وہیں جھاڑ کر چلے گئے۔ چکنے گھڑے کی طرح نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ یہ نیت ہو کہ شاگرد کی طرح حاصل کرنا اور پھر اس سے فائدہ اٹھانا ہے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ فائدہ عمل کرنے سے ہی ہو سکتا ہے۔ ساری باتوں پر عمل کرنا مشکل ہے۔ لیکن کم از کم نیت یہ ضرور ہونی چاہیئے کہ فائدہ اٹھانا ہے۔ تو براہِ راست تعلق کے بغیر

فیضانِ حقیقی حاصل

نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ تڑپ موجود نہیں تو بتاؤ اس دعا کا فائدہ کیا ہوا۔ اور دوسری چیز جو اس میں بتائی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ عمل کی طاقت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اھدنا کے معنے دکھانا بھی ہیں اور چلانا بھی۔ گویا ہر عمل کے وقت اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی جائے گی۔ اور راہنمائی ضروری ہوگی۔ اور جوش میں کام نہیں کیا جائے گا۔ دنیا میں بہت سی خرابیاں اندھا دھند کام کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر انسان کام سے پہلے سوچ لے اور کوشش کرے کہ اللہ تعالیٰ خود دکھائے تو وہ ضرور آہستگی سے چلے گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم قدم قدم پر

وحی الٰہی کا انتظار

کیا کرتے تھے۔ اور ہر مومن سے بھی یہی امید کی جاتی ہے۔ کہ ہر بات میں خدا تعالیٰ سے ہدایت اور نور حاصل کرے۔ لیکن یہ نہیں تو کم از کم اتنا تو غور کرے کہ یہ کام جو میں کرنے لگا ہوں منشاء الٰہی اور احکام رسالت کے مطابق ہے یا نہیں۔ اور جب انسان غور کرنے کا عادی ہو جائے۔ تو میں

تجربہ کی بنا پر

کہہ سکتا ہوں کہ اس طرح وہ پیش آنے والے نصف سے زیادہ فتنوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ لیکن جو لوگ سوچتے نہیں اور غور نہیں کرتے بلکہ جو جی میں آئے کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ان کی اس دعا کا کہ اھدنا کہ اے خدا ہمیں خود چلا کچھ مقصد نہیں ہو سکتا۔

تیسری چیز

جو اس آیت سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اھدنا کے معنے چلانے کے بھی ہوتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ اسے پڑھنے والا اقرار کرتا ہے کہ باوجود خدا تعالیٰ کے چلانے کے پھر بھی رستہ میں کئی روکیں ہو سکتی ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ خدا خود چلاتا جائے ورنہ شیطان اس کے رستہ میں آ کر روک پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس وقت خدا بندے میں سے ہو کر آ رہا ہوتا ہے۔ اور شیطان خدا تعالیٰ سے اس وقت بھاگتا ہے جب وہ اپنے جلال میں ظاہر ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے شکاری شکار کے سامنے ظاہر ہو جائے تو شکار بھاگ جائے گا۔ لیکن اگر وہ کسی بیل یا کسی اور چیز کی اوٹ میں چلے تو شکار نہیں بھاگتا۔ اسی طرح جب خدا بندے میں سے ہو کر اسے چلا رہا ہوتا ہے، اس وقت شیطان رستہ میں کھڑا ہو سکتا ہے لیکن جب خدا تعالیٰ اپنے جلال میں نمایاں ہو کر ظاہر ہوتا ہے اس وقت نہیں ٹھہر سکتا۔ اس لحاظ سے ضروری ہے۔ جو انسان کوئی نیک کام کرے وہ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد یہ بھی سوچ لے کہ اس میں کوئی غلطی تو پیدا نہیں ہو گئی۔ میں نے

بہتر سے بہتر سکیم

جاری کر کے دیکھا ہے۔ اگر دو تین سال تک اس پر غور نہ کیا جائے۔ اس کی نگرانی نہ کی جائے تو کئی نقائص پیدا ہو جاتے ہیں جب دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے بعض ہدایات پر عمل نہیں ہو رہا ہوتا۔ بعض ہدایات وقتی ہوتی ہیں اب ان کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس لئے ان کا چھوڑ دینا ضروری ہوتا ہے بعض نقائص جو پہلے ذہن میں نہ تھے بعد میں پیدا ہو گئے ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر

بار بار نگرانی

نہ کی جائے تو نیک کاموں میں بھی کئی نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔
پس یہ دعا کرنی چاہیئے کہ خدایا نگرانی بھی کیجئو کہ ہم ٹھیک چلتے ہیں یا یہ کہ نہیں

اب آپ لوگ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ترقی کے لئے غرض بھی کی ہے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں۔ ہم نیک کام کر رہے ہیں۔ ہمیں کسی کی کیا پرواہ ہے۔ لیکن یہ بات غلط ہے۔ پرواہ ہونی چاہیئے۔ ہر انسان کو دوسرے کی پرواہ ہوتی ہے۔ گو یہ علیحدہ بات ہے کہ کسی کی احتیاج

اپنے فائدہ کیلئے

اور کسی کی دوسروں کے فائدہ کے لئے ہوتی ہے۔ مگر احتیاج ہوتی سب کو ہے۔ انبیاء کو شریعت نافذ کرنے کے لئے اتباع کی احتیاج ہوتی ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا سب محتاج ہیں۔ پس اھدنا کہنے والے کو یہ تین باتیں ماننی پڑتی ہیں۔ اس سے آگے جب وہ اھدنا کہتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ نہ صرف مجھے یہ باتیں عطا کر بلکہ

میرے ساتھیوں کو بھی دے

لیکن اگر ہم اس ہدایت کو جو پہلے ہی ہمارے پاس ہے۔ اور جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دے رکھی ہے۔ اپنے شہر والوں محلہ والوں، ہمسایوں اور رشتہ داروں کو نہیں پہنچاتے اور انہیں اس سے مستفیض نہیں کرتے۔ تو پھر کس منہ سے خدا تعالیٰ سے ان کے لئے ہدایت طلب کر سکتے ہیں۔ ایک شخص کے بیوی بچے بھوک کے مر رہے ہوں اور وہ بادشاہ یا کسی امیر سے ان کے کھانے کے لئے سوال کرے۔ اور جو کچھ وہ دے۔ اسے لے جا کر طاق میں رکھ چھوڑے اور بچوں کو نہ دے۔ تو اگلے دن اور کے لئے وہ کس طرح سوال کر سکتا ہے۔ اور دینے والا کیوں اسے کچھ دے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت ہمیں دی ہے۔ اگر وہ دوسروں کو ہم نے پہنچا دی ہے۔ تو ہمارا حق ہے کہ اور بھی مانگیں لیکن اگر پہلی ہی نہیں پہنچا سکے تو ہماری یہ دعا کبھی قبول نہیں ہو سکتی۔

آپ لوگ سوچیں

آپ میں سے کتنے ہیں جو اس ہدایت کو دوسروں تک پہنچا رہے ہیں مگر ان کا نصف ایسے ہوں گے جن کو دوسروں کی فکر نہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جنہیں اپنی بھی فکر نہیں۔ اگر سالہا سال گزر جاتے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ ایک شخص بھی احمدی نہیں ہوتا۔ تو پھر کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ وہ مزید ہدایت دوسروں کے لئے طلب کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ اگر ہم پیچھے پڑ جائیں تو کامیابی نہ ہو۔ جس چیز کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکیلے کامیاب ہو گئے۔ اور ایسے وقت میں کامیاب ہوئے جب تمام دنیا جان کی دشمن ہو رہی تھی۔ اور

کوئی جماعت بھی ایسی نہ تھی جس کا دوسروں پر کچھ اثر ہو سکے۔ تو آج اگر کوشش کی جائے تو کیوں کامیابی نہ ہو۔ پس یہ ناممکن ہے کہ ہم ہدایت کے لئے اٹھیں۔ اور کامیاب نہ ہوں۔ ممکن ہے بعض لوگ بہرے ہوں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بعض انبیاء ایسے گذرے ہیں۔ جن پر صرف

ایک ہی ایمان لانے والا

تھا۔ لیکن انہیں یہ بھی تو خیال رکھنا چاہیئے کہ ممکن ہے۔ وہ انبیاء ایک ہی خاندان کی طرف مبعوث کئے گئے ہوں۔ اس خاندان کے دس افراد ہوں جن میں سے ایک ایمان لے آیا ہو یا وہ کسی شامی گاؤں کی طرف ہوں۔ جس کی آبادی صرف ہزار افراد کی ہو۔ اور اس میں سے دس ماننے والے ہوں۔ یہ ضروری نہیں کہ جن انبیاء کو ایک شخص نے مانا۔ وہ کروڑوں کی طرف مبعوث ہوئے ہوں۔ وہ ایک خاندان کی طرف مبعوث ہوں گے۔ اور اگر اس میں سے ایک نے بھی مان لیا۔ تو انہوں نے دین قائم کر دیا۔ مومن بھی انبیاء کے اتباع ہوتے ہیں اس لئے انہیں بھی چاہیئے کہ پوری کوشش سے دین کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔

ہدایت جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آجاتی ہے۔ تو

اللہ تعالیٰ کا منشا

ہوتا ہے کہ وہ پھیلے۔ اس لئے اسے پھیلانے والوں کی تائید کے لئے فرشتے کھڑے ہوتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

احمدیت کی صداقت

اب اس قدر واضح اور نمایاں ہو چکی ہے۔ اور اس کی تائید میں اس قدر نشانات ظاہر ہو چکے ہیں۔ کہ ممکن نہیں کوئی معقول آدمی اس کا انکار کر سکے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ اندھا دھند پیچھے پڑ جائیں۔ اور اگر ہمارے دوست اس طرح کریں۔ تو چند ماہ میں ہی دنیا کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہر احمدی جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے۔ وہ بمنزلہ ایک اینٹ کے ہے۔ جو اس فصیل میں لگتی ہے جو اسلام کی حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ نے بنائی ہے۔ اور یہ فصیل احمدیت ہے۔ ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیئے کہ اسے زیادہ سے زیادہ اونچا کرنے کی کوشش کرے تا دشمن کود کر اندر نہ آ سکیں۔

اس آیت میں بہت سے سبق ہیں جن میں سے میں نے چند ایک بیان کئے ہیں۔ اور چونکہ اس سورۃ کے معانی مجھے بذریعہ الہام بتائے گئے ہیں۔ اس لئے اس پر جتنا بولوں بول سکتا ہوں۔ اب اس کے علاوہ ایک نیا علم مجھے دیا گیا ہے۔ اور وہ ہستی باری تعالیٰ کے متعلق ہے یہ بھی بتا کر اس طرح بھلا دیا گیا۔ جس طرح سورۃ فاتحہ کے معارف بتا کر بھلا دیئے گئے تھے۔ تا جب ضرورت پیش آئے نئے معارف بیان کر سکوں مگر اس وقت میں نے بعض باتیں بیان کر دی ہیں۔ ان پر غور کرو اور عمل کرو۔ کیونکہ اگر انسان عمل نہ کرے تو دل پہ زنگ لگ جاتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہماری جماعت کو عمل کرنے کی توفیق دے۔ اور پھر عمل کرنے کی جو حد ہے ان کے لئے ہیں۔ وہ ان کیلئے بڑھ سکے ہوں۔ آمین۔

پادریوں کے سوال کا جواب

قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے کے چار ثبوت

از محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل ربوہ

مکرم چوہدری محمد شفیع صاحب امیر جماعت احمدیہ بھوڑو چک ضلع شیخوپورہ لکھتے ہیں کہ

"عیسائیوں کی طرف سے اعتراض ہے کہ قرآن شریف آسمانی کتاب نہیں ہے پہلی کتابوں کی نقل ہے۔ قرآن شریف کا خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونا قرآن مجید کی رو سے ثابت کیا جائے۔"

الجواب (۱) پادری صاحبان کو اپنے اس غلط دعویٰ کا ثبوت بھی دینا چاہیئے تھا کہ قرآن مجید "پہلی کتابوں کی نقل ہے"۔ یہ بات تو ہر منکر الہامی کتاب کے متعلق کہہ سکتا ہے قرآن مجید نے فرمایا ہے۔ فیھا کتب قیمۃ کہ قرآن مجید میں جملہ دائمی صداقتوں کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ دائمی صداقتوں میں بنیادی طور پر اختلاف نہیں ہو سکتا۔ مثلاً یہ حکم ہے کہ سچ بولو۔ تو اب یہ حکم دیگر زند و ستھا، تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید سب جگہ موجود ہوگا۔ اسے "نقل" قرار دینا محض بے وقوفی کی بات ہوگی۔ البتہ سچ بولنے کی جو تفصیل قرآن مجید نے دی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ نہ تورات میں ہے نہ انجیل میں اور نہ کسی اور کتاب میں یہی حال صفت کی تعلیم کے متعلق ہے۔ معاملات کی تعلیم کے متعلق ہے عقائد کی تعلیم کے متعلق۔ یہ عیسائی پادریوں کا یہ دعویٰ سراسر باطل ہے کہ قرآن مجید پہلی کتابوں کی نقل ہے۔ کوئی مثال پیش کی جائے تو اس پر زیادہ ۔ ۔ ۔ وضاحت اور تفصیل سے گفتگو ہو سکتی ہے۔ قرآن مجید نے عیسائیوں کے تمام عقائد کی تردید کی ہے۔ مسیح کی الوہیت کا انکار کیا۔ صلیبی موت کی تردید کی۔ کفارہ کا رد کیا۔ وہ نقل کس طرح ہے؟

(۲) ہاں عیسائیوں کا یہ سوال درست ہے۔ کہ قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے کے ثبوت پیش کئے جائیں۔ اس سوال کے جواب میں آج میں صرف مندرجہ ذیل چار ثبوت پیش کرتا ہوں

اول۔ قرآن مجید نے دعویٰ کیا ہے وانہ لفی زبر الاولین (شعراء ۱۹۶) کہ یہ کی پیشگوئی سابقہ صحیفوں میں موجود ہے۔ فرمایا۔ یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل (الاعراف ۱۵۷) کہ عیسائی آنحضرت اور آپ کی کتاب قرآن مجید کی پیشگوئی تورات و انجیل میں پڑھ سکتے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر قرآن مجید کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نزول تورات و انجیل کی پیشگوئی کے مطابق ہے تو یہود و نصاریٰ پر دوہری حجت قائم ہو جاتی ہے۔ کہ وہ قرآن مجید کو منجانب اللہ ہونا تسلیم کریں استثناء $\frac{18}{18-19}$ میں مثیل موسیٰ کے بنی اسمٰعیل میں سے ہونے کی پیشگوئی موجود ہے۔ اس نبی پر کلام خدا کے نزول کا بھی ذکر ہے۔ پھر استثناء $\frac{33}{2}$ میں مذکور ہے کہ یہ تجلی فاران کے پہاڑ سے ہوگی۔ اور وہ موعود دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آئے گا۔ اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ہوگی۔ یہ صاف قرآن مجید کا ذکر ہے۔

انجیل میں حضرت مسیح نے فرمایا کہ "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئیگا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا" (یوحنا $\frac{6}{12-13}$)

یہ "تمام سچائی" قرآن مجید ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم (المائدہ ۳) کہ آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور قرآن مجید کے ذریعہ تمام سچائی کی راہ واضح کر دی ہے۔

دوم۔ قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ بے نظیر اور بے مثال کتاب ہے۔ سارے انسان مل کر بھی اس کی ایک سورۃ کی مانند سورۃ نہیں بنا سکتے۔ نہ اس جیسی فصیح و بلیغ آیات بن سکتی ہیں نہ ہی اس جیسی اعلیٰ تعلیم پیش کی جا سکتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القراٰن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (بنی اسرائیل ۸۹) کہ اگر چھوٹے اور بڑے سب انسان مل کر بھی قرآن مجید کی مثل چاہیں۔ تو وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے ظاہر ہے کہ چودہ سو سال سے یہ چیلنج موجود ہے۔ مگر کوئی اسے توڑ نہیں سکا۔ اور یہ قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے پر ایک زبردست دلیل ہے۔

سوم۔ قرآن مجید نے نہایت تحدی کے ساتھ دعویٰ کیا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (الحجر ۹) کہ اللہ تعالیٰ نے ہی اسے نازل کیا ہے اور وہی اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ گویا قرآن مجید کا قائم رہنا اور ہر قسم کی تحریف۔ تبدیلی اور ترمیم سے محفوظ رہنا اس بات کی زبردست دلیل ہے۔ کہ یہ فی الواقعہ اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام ہے دیکھئے انجیلوں میں آئے دن کتر و بیونت ہوتی رہتی ہے۔ آیتوں کے الفاظ بلکہ آیتوں کی آیتیں کم یا زیادہ ہو رہی ہیں۔ مگر قرآن مجید چودہ سو سال سے بالکل محفوظ ہے یہاں تک کہ سر ولیم میور نے بھی اعتراف کیا ہے کہ قرآن مجید آج بھی ہو بہو اسی طرح محفوظ ہے جس طرح کہ آنحضرت کے وقت میں تھا (لائف آف محمد)

چہارم۔ قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے کا ایک زبردست ثبوت اس کی وہ پیشگوئیاں ہیں جو ہر زمانہ میں پوری ہو کر اس کی صداقت پر زندہ دلیل ہوتی ہیں پھر اس کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت وہ زندہ روحانی لوگ ہیں۔ جو ہر زمانہ میں قرآنی تعلیمات کی پیروی کر کے مقرب بارگاہ ایزدی بنتے ہیں یہ گویا قرآن مجید کے شیریں ثمرات ہیں جن کے متعلق فرمایا

تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا (ابراہیم ۲۵)

کہ قرآن مجید کے تازہ پھل اس کی صداقت پر زبردست دلیل ہیں۔

فی الحال اسی پر اکتفا کرتا ہوں آپ پادری صاحبان کے سامنے یہ دلائل رکھیں اور پھر دیکھیں کہ وہ کیا کہتے ہیں:۔

(خاکسار ابوالعطاء جالندھری)

بحیرۂ طبریہ کے متعلق آنحضرت صلعم کی پیشگوئی

(بقیہ صفحہ ۲)

تخریبی سرگرمیوں کا بحیرۂ طبریہ سے گہرا تعلق ہے وہ جب دیکھے گا کہ اس کے ظہور کا ایک مقصد پورا ہو گیا۔

دجالی سازش اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اسرائیلی حکومت کا قیام دجال اور یاجوج و ماجوج کی سازشوں کا نتیجہ ہے۔ برطانیہ نے یہودیوں کا یہ مطالبہ تسلیم کیا کہ فلسطین کو اسرائیل کا وطن بنایا جائے۔ امریکہ نے برطانیہ کی مدد کی۔ اور یہودیوں کو فلسطین پہنچانے میں بہت تیز رفتاری دکھائی۔ اور روس نے سب سے پہلے ۱۹۴۸ء میں مملکت اسرائیل کو تسلیم کر کے اس کو مستحکم بنیادوں پر قائم کر دیا۔ یعنی سرزمین فلسطین یہودیوں کے حوالہ کرنے کی سازش میں یہ تینوں برابر کے شریک تھے۔ اور اب ان تینوں کے پروردہ "نعمت بحیرۂ طبریہ" کا پانی پی کے اپنی پیاس بجھانا چاہتے ہیں

خروشچیف کا دورۂ مصر اور اب سیاست کی تلون مزاجی دیکھیئے کہ وہی روس جس نے سب سے پہلے اسرائیل کو تسلیم کیا تھا۔ آج عرب ممالک میں اپنا اثر و رسوخ پیدا کرنے کے لئے عربوں کی حمایت اور اسرائیل کی مخالفت میں پیش پیش ہے۔ کیا اس کی اس پالیسی کی بنیاد کسی ٹھوس اصول پر ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس کی اس دوستانہ پیشکش کی بنیاد محض خود غرضی اور ابن الوقتی پر ہے۔ روس اگر چاہے تو اسرائیل کو ایک دن کا ڈیڑھ سمندر کی تہہ میں پہنچا سکتا ہے۔ مگر وہ ایسا کبھی نہیں کرے گا۔ اس کے اخلاص و ہمدردی کی بنیاد تو محض سامراج دشمنی پر ہے۔ وہ صرف سامراجیوں کا منہ چڑانے کے لئے ادھر اُدھر سے نئے دوستوں کی تلاش کرتا پھرتا ہے۔ اور اب مصر کا شمار بھی اس کے تازہ دوستوں میں ہونے لگا ہے۔ اور واقعی ابھی قاہرہ نے جس گرمجوشی سے مسٹر خروشچیف کا استقبال کیا ہے اس کا شمار تاریخ کے شاندار استقبالوں میں ہوتا ہے۔ مصر و عرب نے اس کی عزت افزائی کرنے میں بڑا فخر محسوس کیا۔ لیکن کیا اس سے اسرائیل کا مسئلہ حل ہو جائے گا؟ اس کی کوئی امید نہیں۔ بلکہ توقع یہ رکھنی چاہیئے۔ کہ اگر واقعی اس مسئلہ کے حل کی کوئی صورت نکل آئی تو اس حل کے راستہ میں رکاوٹ روسیوں کی طرف سے پیدا کی جائے گی۔ اس وقت اسے یہ فکر دامن گیر ہوگی کہ

اگر عرب ممالک کا یہ اُلجھا ہوا مسئلہ سُلجھ گیا تو پھر میرے آستانے پر جبہ سائی کے لئے کون آئے گا۔ آج کل دنیا کے اکثر ممالک کی لیڈرشپ ایسی ہی نکروہ اور جذباتی باتوں سے زندہ ہے۔ امریکہ میں دی جدا سب سے زیادہ چمکتا ہے۔ جو کمیونزم کو سب سے زیادہ برا سمجھتا ہے۔ اور یو۔ این۔ او میں چین کے داخلہ کی مخالفت کرتا ہے۔ یہی حال چین اور روس کا ہے۔ ان ملکوں کی لیڈرشپ کی بنیاد بھی سامراجیوں خصوصاً امریکہ کی دشمنی پر ہے۔ اور آج تو اپنے مفاد کے لئے کوئی لیڈر اپنے مدمقابل کا مکمل زوال بھی نہیں چاہتا۔ وہ سمجھتا ہے۔ کہ تاریکی کے بغیر روشنی کا تصور بے معنی ہے تعرف الاشیاء باضدادھا۔ ہر چیز اپنی ضد کے ذریعہ پہچانی جاتی ہے۔ اس لئے وہ چاہتا ہے کہ ہمارا مدمقابل زندہ رہے تا دنیا سے ہمارا تعارف ہوتا رہے۔

دراصل لیڈرشپ کی یہی حرص ہے جو کسی گتھی کو سلجھنے نہیں دیتی۔ عرب ممالک دنیا کی اس گندی سیاست سے احتراز کرنا چاہیئے۔ انہیں یہ محسوس کرنا چاہیئے کہ مسئلہ اسرائیل حل کرنے کے لئے ان ممالک کی تقلید کی بجائے اخلاص۔ اتحاد اور دانشمندی سے کام لینے کی ضرورت ہے۔

عرب ممالک کی طرف سے اکثر بلند بانگ دعاوی کئے جاتے ہیں۔ لیکن دنیا یہ دیکھ کر سخت حیرت و افسوس ہے کہ اسرائیل جس کی مثال سمندر میں تنکے کی سی ہے۔ آج متحدہ عرب جمہوریہ اور عرب کے دوسرے ممالک مل جل کر بھی اس تنکے کو اُٹھا نہیں سکتے۔ یہ کتنی بے بسی کی دلیل ہے۔ ایک غیرت مند قوم کے لئے یہ صورت حال کب تک قابل برداشت ہو سکتی ہے اس لئے عرب رہنماؤں کو چاہیئے کہ وہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کریں۔

سمیع اللہ

کچھ "الوصیت" کے متعلق

(از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ)

پیغام میں اس بات کی تردید کی گئی ہے۔ کہ الوصیت ۲۰ر دسمبر کو حضور مغفور علیہ السلام نے لکھنی شروع کی ہے۔ کیونکہ الہام ۱۶ر دسمبر کے ہیں۔ حالانکہ یہ الہامات تو ۱۸ر اکتوبر سے ہو رہے تھے۔ اور بار بار دہرائے گئے۔ نیز یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا جیسے کہ پیغام میں لکھا گیا ہے۔ کہ الوصیت صرف تین دن میں لکھی ہی گئی۔ اور پھر کاتب نے کاپیاں تیار کیں۔ ۲۰ر دسمبر کو چھپ بھی گئی۔ کیونکہ پریس دستی ہی تھا۔ اس پر صرف چار صفحے ایک طرف سے ۸۰۰ چھپ سکتے تھے۔ پس مکمل چار ورق (۸ صفحے) ۲ دن میں تیار ہو سکتے اور حساب کر لیجئے کہ کل الوصیت کتنے دنوں میں تیار ہو سکتی تھی۔

۲۔ یہ پہلے ثابت کیا جا چکا کہ الوصیت کے ضمیمہ قانونی دفعات خواجہ صاحب نے لکھیں۔ اس کی عبارت سے بھی ظاہر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آخر میں کچھ عبارت بنا کر صرف دستخط فرمائے۔ پس نمبر ۱۳ میں انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ خواجہ صاحب کے ہیں۔ حضور نے اپنی نسبت کبھی اپنا مقام آلی الفاظ میں نہیں اور لکھا ہو تو اس کا حوالہ دیں اگر آپ اصرار کریں تو ہم کہیں گے کہ حضور انور نے اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ انجمن کے مالی معاملات میں جو اسے سپرد کئے جائیں جانشین ہے۔ اور جیسا کہ لکھا ہے۔ نگرانی اور آخری فیصلہ سلسلہ احمدیہ کی ہدایت سے ہوگا۔ اب یہ سلسلے کا ہر فرد تو الگ نہیں ہو سکتا سب کا مسلمہ مطاع خلیفۂ وقت ہی ہو سکتا ہے۔ فافہم و تدبر۔

پھر اس ضمیمہ کی وضاحت میں یہ بھی ہے کہ اس انجمن کا مقام ہمیشہ کے لئے قادیان ہے۔ اس کی خلاف ورزی بھی آپ ہی نے کی ہے۔ خلافت کی مقرر کردہ انجمن تو وہاں موجود ہے۔

۳۔ حضورؑ نے اپنی زمین بطور چندہ دینے کا ذکر فرمایا ہے۔ گویا اس کو اپنے ملک سے نکال دیا۔ اور سب مخلص پابند شرائط مومن احمدیوں کے لئے کر دیا۔ اس لئے اسے خاندانی مقبرہ قرار دینا غلط ہے۔

۴۔ اپنے اور اپنے اہل و عیال کا استثناء ہے جس سے ظاہر ہے کہ اوّل پنج تن کو وہ مقام دیا ہے۔ جو اپنے لئے رکھا ہے اور حضرت خلیفۃ ثانی مسیح موعود اس کی یہاں تک پابندی کی کہ اپنے بچوں کو دوسرے قبرستان میں دفن کرایا اور اپنی بیویوں کی وصیت کرائی اگر یہ خاندانی مقبرہ ہوتا تو ایسا نہ فرماتے۔ اکمل عفی عنہ

مولوی تمنا عمادی کی بعض غلط فہمیاں اور اصل حقیقت

(از حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل۔ ربوہ)

مولوی تمنا عمادی نے ڈھاکہ سے ایک کتاب شائع کی ہے۔ اس میں اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب (سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کا دعویٰ کشفی اوہام کا نتیجہ تھا ان کے سب دعاوی صوفیانہ شطحیات پر مبنی ہیں۔ صاحب موصوف کا دعویٰ ہے کہ میں نے تصوف کی گود میں پرورش پائی ہے۔ اور باضابطہ علمی عملی تعلیم حاصل کی ہے۔

میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ اس خاکسار نے بھی تصوف کی گود میں پرورش پائی ہے بلکہ میری ولادت بھی ایک تصوف کے گدی نشین کی توجہ سے ایک سال پہلے خبر دینے پر ہوئی۔ حالانکہ دس سال سے جبر کمال الدین کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اور میرا نام بھی انہوں نے تاریخی ولادت سے پہلے رکھ دیا "محمد ظہور الدین"۔

میں ۴۴ سال قادیان میں رہا اب بھی اس سے تعلق قلبی و روحانی رکھتے ہوئے ربوہ میں مجاور و جار الی اللہ ہوں میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر چشمدید دیکھ کر کہ مجھے سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت بابرکت آپ کے کلمات طیبات روزانہ قلمبند کرنے کی سعادت حاصل ہے شہادت دیتا ہوں کہ آپ کو مروجہ تصوف سے قطعاً کوئی تعلق خاطر نہ تھا نہ یہ مسلک و مشرب۔ آپ تو خلافت علیٰ منہاج النبوت کے دعویدار تھے اور آپ کے الہامات و کشوف کسی وہم یا دقتی متصوفانہ طریق پر مبنی نہ تھے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی وحی اور انکشاف پر مبنی تھے جیسے کہ انبیاء علیہم السلام کے اور ان کے لئے دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ ہیں۔ جو قرآن مجید میں انبیاء و رسل کے متعلق ہیں آپ فرماتے ہیں ؎

آنچہ داد است ہر نبی را جام ٭ داد آں جام مرا بہ تمام

آپ کا دعویٰ کسی ضعیف حدیث پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ قرآنی آیات پر جیسے کہ شہادت القرآن آئینہ کمالات اسلام۔ حقیقۃ الوحی کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس میں شیطانی دخل نہیں ہو سکتا۔

تعجب ہے آپ اَلقَی الشیطان فی امنیتہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ انبیاء کی وحی میں شیطانی دخل ہو سکتا ہے۔ حاشا و کلا۔ ان عبادی لیس لک علیھم من سلطان۔

ضعیف احادیث و روایات کا طعن ہمیں دیتے ہیں۔ اور خود ایک وضعی حدیث ۲۹

۲۹۔ کے معتقد ہو رہے ہیں۔ اس آیت کا منشا تو یہ ہے کہ انبیاء کا دلی مقصد خدا تعالیٰ کی توحید اور طاعت و اطاعت ہے۔ مذہب شیطان مع اپنی ذریت کے اس کے خلاف کوشاں ہوتا ہے لزعم الغالب شیطان کی تمام تدابیر اور مساعی کو مٹا دیتا ہے۔ اور جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کا نظارہ دنیا دیکھ لیتی ہے

خاکسار محمد ظہور الدین اکمل عفا اللہ عنہ

غانا (مغربی افریقہ) میں احمدی مبلغین کی تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی مساعی

۱۱۷ افراد کا قبولِ اسلام، سالانہ کانفرنس میں پانچ ہزار احمدی نمائندگان کی شرکت،

ایک نئی مسجد کا افتتاح، وزیر اعظم سنگاپور کو تبلیغ، مختلف علاقوں میں احمدیہ مدارس،

مکرم مولوی عبدالحمید صاحب انچارج اکرا مشن غانا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عرصہ زیر رپورٹ (یکم جنوری تا ۳۱ مارچ ۱۹۶۷ء) میں مبلغین تبلیغ اسلام اور تعلیم و تربیت کے کام میں حتی الامکان مصروف رہے۔ ان کی مساعی کی مختصر رپورٹ پیش خدمت کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ اور اس علاقہ کو جلد نورِ اسلام سے منور کر دے۔ آمین۔

غانا میں محترم مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم انچارج مشن غانا کے علاوہ جو لوکل مرکز سالٹ پانڈ میں مقیم ہیں تین مرکزی مبلغ ہیں۔ ذیل میں جملہ مبلغین کی مساعی کی رپورٹ اختصاراً عرض ہے:-

لوکل مرکز سالٹ پانڈ

محترم مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم اپنی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں:-

بطور امیر جماعت ہائے احمدیہ غانا و مبلغ انچارج نیز جنرل مینیجر تعلیم الاسلام احمدیہ سکولز خاکسار کا کام عموماً دفتری خط و کتابت اور انتظامی امور کی سرانجام دہی ہوتا ہے۔ نیز خاکسار سنٹرل اور ایسٹرن ریجن میں ریجنل مبلغ کے فرائض بھی ادا کرتا ہے۔ مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے۔

سالانہ کانفرنس۔ جنوری کے پہلے ہفتہ میں جماعتہائے احمدیہ غانا کی سالانہ کانفرنس لوکل مرکز سالٹ پانڈ میں ہوئی۔ ملک کے تمام اطراف سے پانچ ہزار نمائندگان نے شرکت کی۔ خاکسار نے افتتاحی تقریر میں جماعتوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ خطبہ جمعہ میں مالی قربانی اور اختتامی تقریر کانفرنس میں بیان کردہ تبلیغی و تربیتی تقاریر سے متمتع ہونے کی تلقین کی۔ بعد نماز فجر قرآن کریم سیکھنے اور اسکی باقاعدہ تلاوت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانی میں جماعت نے گذشتہ سالوں کا ریکارڈ توڑ کر ۲۹۱۶/- پونڈ کی رقم خدمتِ اسلام کیلئے پیش کی۔ بالحمد للہ علیٰ ذالک وجزاہم اللہ احسن الجزاء یہ مالی قربانی عام چندہ جات زکوٰۃ وغیرہ کے علاوہ ہے۔ جو جماعتیں دوران سال میں ادا کرتی ہیں۔ سالانہ کانفرنس سے پہلے اس کا اعلان ریڈیو اور پریس کے ذریعہ کیا گیا۔ پھر کانفرنس کی رپورٹ بھی نشر ہوئی۔ خاکسار کی اختتامی تقریر میں سے جماعت احمدیہ کے قیام کے مقصد کے دس بارہ فقرات ریڈیو نیوز ریل میں خاکسار کی آواز میں نشر کئے گئے۔

وزیر اعظم سنگاپور کی ملاقات میں لیبیا کا ایک وفد غانا آیا۔ جس کا استقبال ایئر پورٹ پر کیا گیا۔ جماعت کے ایک وفد نے جو خاکسار، مسٹر محمد آر تقریبا پریذیڈنٹ، مسٹر ممتاز بیگ جنرل سیکرٹری، مولوی عبدالحمید صاحب، مکرم محمد اسحٰق صاحب اور مکرم محمد علی پر مشتمل تھا۔ سٹیٹ ہاؤس میں وزیر اعظم کو ایڈریس پیش کیا۔ نیز خاکسار نے اس موقعہ پر انگریزی ترجمہ قرآن کریم۔ لائف آف محمدؐ۔ اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام وزیر اعظم کو پیش کئے جو انہوں نے بخوشی قبول کئے۔

نئی مسجد کا افتتاح۔ سنٹرل ریجن میں GOMIA. EVHIAN کے مقام پر جماعت نے ایک نئی مسجد -/۵۲۰۰ پونڈ کی لاگت سے تعمیر کی۔ اس کے افتتاح کی تقریب پر تمام ریجن سے جماعتیں شامل ہوئیں۔ نیز سینکڑوں غیر مسلم جن میں علاقہ کے چیفس اور ڈسٹرکٹ کمشنر بھی شامل تھے تشریف لائے۔ خاکسار نے تقریر کی۔ اور مسجد کا افتتاح کیا۔ اسپر حاضرین نے مبلغ -/۲۶۸ مسجد کے لئے پیش کئے۔

رمضان المبارک و عید الفطر۔ رمضان المبارک کے احکامات اخبار گائیڈنس میں شائع کر کے جماعتوں کو بھجوائے گئے۔ تراویح کی نماز باقاعدگی سے احباب ادا کرتے رہے۔ اور درس و تدریس میں شامل ہونے کے علاوہ باقاعدہ روزے رکھتے رہے۔ عید الفطر کے لئے جماعتوں کو سرکلر بھجوایا گیا۔ خاکسار نے جماعت EKRAWFA عید کی نماز پڑھائی۔ اور خطبہ میں اسلامی طریق پر عید مبارک کو باقاعدہ رواج دینے کی طرف توجہ دلائی۔

یوم مصلح موعود۔ ۲۰ فروری کو یوم مصلح موعود کے سلسلہ میں مرکزی مسجد میں جلسہ کیا گیا۔ جس میں خاکسار نے پیشگوئی کی وضاحت کی۔ خاکسار کے علاوہ مکرم ممتاز بیگ صاحب اور مکرم محمد لطیف صاحب نے بھی تقاریر کیں۔ اخبار گائیڈنس کے فروری کے پرچہ میں پیشگوئی مصلح موعود کو تفصیلی طور پر شائع کیا گیا اور جلسہ کے متعلق جماعتوں کو سرکلر کیا گیا۔ چنانچہ مختلف جماعتوں نے اپنے مرکز میں جلسے منعقد کئے۔

یوم مسیح موعود۔ ۲۳ مارچ کو یوم مسیح موعود کے سلسلہ میں اخبار گائیڈنس میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ پر مضمون شائع کر کے جماعتوں کو بھیجا گیا۔ نیز جلسے منعقد کرنے کے لئے جماعتوں کو سرکلر کیا گیا۔

یوم آزادی۔ ۶ مارچ کو غانا میں یوم آزادی تھا۔ اس دن کے پیش نظر اخبار گائیڈنس میں ایڈیٹوریل لکھ کر جہاں اہالیان غانا کو ملک کی تعمیر و ترقی کی طرف توجہ دلائی وہاں گناہ سے آزاد ہو کر حقیقی آزادی کے حصول کے لئے کوشش کرنے کی تلقین کی۔ نیز نماز فجر کے بعد جماعت کو حکومت کے وفادار رہنے کی تلقین کرنے کے علاوہ ملک کی بہبودی اور صدر حکومت کے لئے دعا کی گئی۔ یوم آزادی کی تمام تقریبات سرکاری منعقدہ سالٹ پانڈ میں شرکت کی اور معززین سے ملاقات کی۔

جلسہ درباره پیشگوئی لیکھرام۔ پیشگوئی متعلقہ لیکھرام کو اخبار گائیڈنس کے مارچ کے پرچہ میں شائع کیا گیا اور اسلام کی برتری اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو واضح کیا گیا۔ نیز ۶ مارچ کی شام کو مرکزی مسجد میں جلسہ کیا گیا اور پیشگوئی کو تفصیلی طور پر بیان کیا گیا۔

تقسیم لٹریچر۔ مرکز سے آمدہ ریویو آف ریلیجنز لنڈن سے مسلم ہیرلڈ اور اخبار گائیڈنس کے پرچے لائبریریوں کے علاوہ مختلف طبقہ کے زیر تبلیغ معززین کو باقاعدہ ارسال کئے جاتے رہے۔

اخبار گائیڈنس۔ یہ اخبار جو ملک میں واحد مسلم انگریزی اخبار ہے۔ لوکل مرکز سالٹ پانڈ سے خاکسار کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ضروری خبروں کے علاوہ اسلام کی حقانیت اور سلسلہ کی صداقت پر کئی نہایت ٹھوس اور علمی مضامین شائع کئے گئے۔ اور ایڈیٹوریل لکھے گئے۔

نیو اشانٹس ٹائمز۔ اس ہفتہ وار اخبار میں خاکسار کا مضمون "Let us check social evils" ۲۵ جنوری کے پرچہ میں شائع ہوا۔ جس میں برائیوں کے دور کرنے کے لئے اسلامی تعلیم کو بیان کیا گیا۔

AVIKUNA میں ایک احمدی مبلغ کے بچے کے عقیقہ پر کمیونٹی سنٹر میں جلسہ ہوا۔ جس میں احمدی احباب کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر مسلم بھی شامل ہوئے۔ خاکسار نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تربیت اولاد کے سلسلہ میں اسلامی تعلیم کی برتری ثابت کی۔ KINFIKUREN میں ایک احمدی سرٹیفکیٹ مبلغ صاحب کے والد صاحب کی وفات پر احمدی احباب کے علاوہ بکثرت کے قریب عیسائی و مشرکین جمع ہو گئے۔ خاکسار نے بھی اس موقعہ پر اسلامی تعلیم کی برتری کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ نجات صرف اسلام میں ہے۔

ملاقاتیں۔ خاکسار غانا یونیورسٹی لیگون میں افریقن سٹڈیز کے شعبہ کے ڈائریکٹر اور ایک پروفیسر سے ملا۔ اور اسلام اور جماعت کے متعلق گفتگو کی۔ یونیورسٹی میں اسلامی دینیات کے انچارج ڈاکٹر کمالی صاحب سے بھی ملاقات کی۔

سالٹ پانڈ کے ہندو میڈیکل آفیسر اور ان کی بیگم صاحبہ اور ایک افریقن انجکشن آفیسر کی موجودگی میں اسلام کی تمام انبیاء پر ایمان لانے کی صلح کن تعلیم کو پیش کیا۔ سالٹ پانڈ کے ایک پوسٹل کلرک سے مسیح کی صلیبی موت اور الوہیت مسیح کے بارہ میں تفصیلی گفتگو کی۔

تعلیم و تربیت۔ سالٹ پانڈ کی مرکزی مسجد میں قرآن کریم بخاری شریف اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عموماً باقاعدگی سے درس دیا۔ دوران سفر میں جن جماعتوں کا دورہ کیا۔ ان کو خطبات جمعہ کے ذریعہ تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ بقیہ خطبات سالٹ پانڈ میں دیئے۔ رمضان المبارک میں تراویح کے بعد عموماً تربیتی مسائل بیان کئے گئے۔

سکول

غانا میں احمدیہ ایجوکیشنل یونٹ واحد تعلیمی یونٹ ہے۔ جو وزارت تعلیم کا منظور کردہ ہے۔ احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی کے علاوہ ملک میں ہمارے پندرہ پرائمری و مڈل سکول ہیں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں طلبہ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے مانوس کرانے کے لئے حضور کا فوٹو تمام سکولوں میں رکھوایا گیا۔ تمام تعلیمی یونٹوں کے جنرل مینیجر کی حیثیت سے شریک ہوا۔ احمدی سیکنڈری سکول کے بورڈ آف گورنرز کی میٹنگ ہوئی اور اس میں میٹنگ کی صدارت کی۔ احباب سے مبلغین سلسلہ اور جماعت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

احقر عبد الرحمن

مولوی عبد المالک خان صاحب

اشانٹی ریجن کے انچارج ہیں۔ وہ اپنی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

اشانٹی کا علاقہ ملک کا سب سے زیادہ زرخیز اور معدنیات سے پُر علاقہ ہے۔ ہماری جماعت خدا کے فضل سے اس علاقہ میں مختلف مقامات میں قائم ہے۔ اشانٹی ریجن کو جماعتی نظام کے تحت ۹ سرکٹوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر سرکٹ میں ایک رئیس اور ایک مشنری ہے۔ ان کے علاوہ ہر جماعت میں لوکل رئیس اور امام موجود ہیں۔ ریجنل مبلغ کی مدد کے لئے اور مشورہ کے لئے ایک ریجنل کمیٹی ہے۔ جس کا ایک چیئرمین اور سات ممبران ہیں۔ کماسی میں ریجنل مبلغ کا دفتر ہے جس میں ایک سیکرٹری کام کرتا ہے

سالانہ کانفرنس

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سال سالانہ کانفرنس سالٹ پانڈ میں اشانٹی ریجن کی حاضری گذشتہ تمام سالوں سے زیادہ تھی۔ اس موقعہ پر جماعتیں جو چندہ امانت مرکز کے لئے پیش کرتی ہیں۔ اس میں اشانٹی ریجن کی جانب سے ۷۵۰ پونڈ پیش کئے گئے۔ اور جماعت نے بحیثیت مجموعی دوسری پوزیشن حاصل کی محترم امیر صاحب نے مالی قربانی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ اشانٹی ریجن گو مالی لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے لیکن تبلیغی کام وغیرہ کے لحاظ سے اول نمبر پر ہے۔

مبلغ کلاس

عرصہ زیر رپورٹ میں آٹھ نئے مبلغین کو ۳ سال پڑھانے کی توفیق خدا تعالیٰ نے عطا فرمائی کامیاب ہو کر نکلے جن کا تقرر بحیثیت مبلغ مختلف علاقوں میں کیا گیا۔ ان کے اعزاز میں کماسی میں ایک پارٹی دی گئی۔ جس میں خاکسار نے نئے مبلغین کو ان کے فرائض اور ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔

دورہ

عرصہ زیر رپورٹ میں تقریباً ۲ہزار میل کا سفر طے کر کے مختلف مقامات کا مختلف اغراض و مقاصد کے ماتحت دورہ کیا گیا

نئی جماعت کا قیام

علاقہ اواس میں کروکری مقام پر خدا تعالیٰ نے ایک نئی جماعت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس مقام پر احمدیہ سیکنڈری سکول کی ٹیم وہاں کے ایک سکول سے میچ کھیلنے گئی۔ اور کامیابی حاصل کی جس کی وجہ سے وہاں احمدیت کا چرچا ہوا۔ لوکل مبلغ نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں جلسہ منعقد کیا جس کے نتیجہ میں ۰۰ افراد بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوگئے

الحمد للہ علی ذالک۔

ماہِ صیام و عید الفطر کی خصوصی تقریب۔

رمضان المبارک میں درس قرآن مجید جاری رہا اور خطبات کے ذریعہ احکام اور برکات رمضان المبارک سے جماعت کو آگاہ کیا گیا۔ نماز عید پرائمری سکول کی فٹ بال گراؤنڈ میں ادا کی گئی جس میں احباب بکثرت شریک ہوئے۔ شام کو ۵ بجے پرائمری سکول کے ہال میں عید ملن پارٹی منعقد کی گئی۔ جس میں کئی غیر مسلم دوست بھی شامل ہوئے۔ یہ تقریب بفضل تعالیٰ نہایت خوش اسلوبی سے سر انجام پائی اور احباب میں اخوت بڑھانے کا موجب ہوئی۔ اس موقعہ پر ایک تقریر بھی ہوئی اور احمدی بچوں نے نعتیہ اشعار پڑھ کر احباب کو محظوظ کیا۔ اس تقریب کے کامیاب بنانے میں احمدیہ سیکنڈری سکول کے پاکستانی اساتذہ نے نہ صرف مالی لحاظ سے بلکہ عملی طور پر پوری مدد کی مستورات میں بیگم مسعود احمد صاحب اور صادق جانسن صاحب کی اہلیہ نے انتظام کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

ملاقاتیں۔

کماسی سے ۵ میل کے فاصلہ پر غوتو منبع کا صدر مقام سے وہاں کے ڈی کا سی کی خواہش پر خاکسار وہاں گیا۔ انھوں نے عید کے سلسلہ میں نیز چند اور سوالات حضرت مسیح علیہ السلام کے سفر کشمیر کے بارہ میں کئے جن کی وجہ سے عیسائیوں میں تبلیغ کا موقعہ ملا وہاں کے غیر احمدی امام کی خواہش پر خاکسار نے ایک جمعہ وہاں ادا کیا۔ بعد نماز لوگوں نے خوب سوالات کئے جن کے جوابات دیئے گئے غیر احمدی احباب نے وہاں مدرسے قائم کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ ۷ افراد نے بیعت کی۔ فالحمد للہ۔

وزیر اعظم ٹرینیڈاڈ

وزیر اعظم ٹرینیڈاڈ مع چند وزراء جن میں ایک مسلمان بھی وزیر تھا کماسی میں تشریف لائے ایر پورٹ پر اور پھر پارٹی میں ان سے ملاقات کا موقع ملا مسلمان وزیر نے احمدیہ سیکنڈری سکول دیکھنے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ مسٹر صادق جانسن اور مسعود احمد صاحب ان کو سکول لے آئے۔ جہاں جماعت کی طرف سے ان کو قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ اور بعض کتب پیش کی گئیں۔

نیا پرائمری سکول

اگوگو میں چند سال ہوئے جماعت نے ایک سٹینڈرڈ پرائمری سکول جاری کر رکھا تھا عمارت کی خستگی کے باعث لوکل کونسل نے اسے گرانٹ کا فیصلہ کیا۔ خاکسار نے افسران بالا سے ملاقات کی کوشش کی۔ اور آخر کار لوکل کونسل نے اپنے فیصلہ کو یکسر بدل دیا۔ اور یہ سکول کو اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک اس کی دوسری عمارت نہ بن جائے۔ نیز کونسل نے ایک نئی عمارت بنا کر دینے کا وعدہ کیا۔ یہ عمارت تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ اور ستمبر ۱۹۶۳ء میں انشاء اللہ تعالیٰ سکول کا اس عمارت میں منتقل ہو جانے کا قوی امکان ہو گیا ہے۔

یوم مصلح موعود

کماسی میں جمعہ کے دن یہ تقریب منائی گئی۔ اور پیشگوئی کو بالوضاحت پیش کیا۔ نیز اتوار کے دن کنجیا کے مقام پر جلسہ کر کے پیشگوئی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی۔

تربیت

جماعت کی تربیت کے سلسلہ میں ریجن کے مختلف سرکٹوں میں تربیتی اجلاس منعقد کئے گئے۔ جن میں خاکسار نے مختلف مسائل کو بیان کیا۔ نیز ایک مبلغ اس غرض کے لئے مقرر کیا گیا کہ وہ مختلف سرکٹوں میں احمدی بچوں اور بچیوں کو نماز اور قاعدہ پڑھا دے۔ اس پروگرام کے ماتحت تقریباً ۷ بچے نماز سیکھ چکے ہیں۔ اور یسرنا القرآن ختم کر رہے ہیں۔ جو لوکل مبلغ اپنے سرکٹ میں سب سے زیادہ بچوں کو نماز سکھلائے اس کے لئے ریجنل کمیٹی کی جانب سے انعام مقرر کیا گیا ہے۔ دو مقامات پر جلسے بھی منعقد ہوئے۔

احمدیہ سیکنڈری سکول

احمدیہ سیکنڈری سکول ملک کے اعلیٰ سکولوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس دفعہ انٹر کالج گورنمنٹ کالج میں ٹرافیاں جیتیں۔ چار ریکارڈ قائم کئے اور بحیثیت مجموعی ملک میں دوسری پوزیشن حاصل کر کے پریذیڈنٹ کپ حاصل کیا۔ محترم امیر صاحب کے فیصلہ کے مطابق تمام اسکولوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو آویزاں کیا گیا۔ (باقی)

اعلانِ نکاح

مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز پیر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ موضع ٹائیں منکوٹ نے مسماۃ صغریٰ بیگم صاحبہ بنت مکرم محمد شیر صاحب رجو بچپن سے اپنے سوتیلے باپ مکرم فیروز الدین صاحب ولد بھاگ صاحب موضع چھجلہ، تحصیل مینڈھر ضلع پونچھ کشمیر کے پاس ہے) کا نکاح مکرم محمد حسین صاحب ولد میاں مختار احمد صاحب قوم جنجوعہ موضع ٹائیں منکوٹ تحصیل مینڈھر ضلع پونچھ کشمیر کے ساتھ مبلغ پانچصد روپیہ حق مہر پر پڑھا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار

محمد حسین ولد عالم الدین صاحب معلم وقف جدید

موضع ٹائیں منکوٹ تحصیل مینڈھر ضلع پونچھ کشمیر۔

درخواستِ دعا

عزیزم نذیر احمد کی بیوی عزیزہ عظیم النساء کے پیٹ میں بچہ فوت ہو گیا تھا۔ اور وہ اپریشن کر کے نکالا گیا۔ جس کی وجہ سے موصوفہ بہت ہی نحیف و کمزور ہے۔ افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام و بزرگان ملت اور درویشان قادیان و احباب جماعت سے گزارش ہے۔ کہ وہ موصوفہ کی کامل صحت و درازیٔ عمر کے لئے دردِ دل سے دعا فرما کر مشکور فرمادیں۔

خاکسار

غلام قادر شرق از سکندر آباد

اے۔ پی۔

شذرات

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

مسلم اوقاف غیر مسلموں کیلئے

شری ہمایوں کبیر پارلیمنٹ کے سامنے یہ بل پیش کرنے والے ہیں کہ مسلم اوقاف کی آمدنی غیر مسلموں پر بھی خرچ ہونی چاہیئے۔ واقعی رواداری اسی کا نام ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ یہ تو مصرعہ طرح ہے۔ اس پر دوسرے مصرعہ کی تضمین یوں ہوگی۔ کہ مسلمانوں کی مسجدوں میں غیر مسلموں کو بھی گھنٹے بجانے اور سنکھ پھونکنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ اور پھر اس پوری غزل کا مطلع و مقطع یہ ہوگا کہ جہاں مسلمان بزرگوں کے مزار ہیں۔ وہاں شو کا مندر بھی بننا چاہیئے۔ اور جہاں توحید کی تلقین ہو وہاں گائتری منتر کا اچارن بھی ہونا چاہیئے۔

اور بات بھی سچ ہے۔ سکولر اسٹیٹ کی یہ تعریف کہ اس میں ہر مذہب و دھرم کی حفاظت کی جائے گی۔ یہ تعریف پرانی اور فرسودہ ہو گئی ہے۔ اور پھر یہ تعریف تو اہل مغرب کی ہے۔ ہم ایشیائی اپنے مذاق کے مطابق اس کی ایک نئی تعریف کیوں نہ کریں۔ ہمارا سکولرازم اس نظام حکومت کا نام ہے جس میں اقلیت کے مذہب، تعلیم اور ننگ و ناموس پر ہاتھ ڈالنا اکثریت کے لئے جائز ہو۔ سکولرازم کی پرانی تعریف کا زمانہ ختم ہو گیا۔ خود جیو اور دوسروں کو جینے دو پرانا خیال ہے۔ اب ہمارا منشور یہ ہونا چاہیئے کہ خود جیو اور دوسروں کو مت جینے دو۔ گاؤں گاؤں اور شہر شہر مسجدوں کی ویرانی اور مزاروں پر فاتحہ خوانی سکولرازم کے ماتھے پر کیسا بھاری کلنک کا ٹیکہ ہے جتنی جلدی ممکن ہو مسجدوں اور مزاروں کی کنجیاں غیر مسلموں کو دیدی جائیں۔ جبتک ایسا نہیں ہوگا ہندوستان میں مسلم ثقافت اپنی امتیازی خصوصیات کے ساتھ موجود رہے گی۔ اور سکولرازم کے نام پر بٹہ لگا رہے گا۔

پھر مسلمانوں کو اس پر بھی تو غور کرنا چاہیئے کہ ہمارے غیر مسلم بھائی مندر اور پاٹھ شالے بنانے کے لئے دمڑی دمڑی کے محتاج ہو رہے ہیں۔ اور ان کا یہ حال ہے کہ ان کے اوقاف کی آمدنی سے مسجدوں پر مسجدیں خانقاہوں پر خانقاہیں اور درسگاہوں پر درسگاہیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ مسلمان بچے اوقاف کی آمد سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے دن رات باہر جا رہے ہیں۔ اور ہمارے غیر مسلموں کے بچے اسکول کے لئے کتابیں اور کاپیاں بھی نہیں لو پا سکتے۔ یہ صحت بخش غذائیں کھا کر توانا و تندرست ہوتے جا رہے ہیں۔ اور ہمارے غیر مسلم بچوں کا یہ حال ہے کہ وہ نان جویں کو محتاج ہو رہے ہیں۔ لہٰذا انصاف کا تقاضہ یہی ہے کہ جتنی جلد ممکن ہو مسلم اوقاف کی آمدنی غیر مسلموں میں بانٹ دی جائے تا مسلمانوں کی مساجد خانقاہوں اور تعلیمی درسگاہوں پر ابھی جو کچھ کچھ چہل پہل نظر آ رہی ہے وہ بھی جلد اجڑ جائے۔

خیر یہ تو ہمایوں کبیر کی جرأت ہے کیا اب کوئی یہ بل بھی پیش کرنے کی ہمت کر سکتا ہے کہ غیر مسلموں کے اوقاف کی آمدنی مسلمانوں پر بھی خرچ ہونی چاہیئے؟

آٹھ ستاروں کا اجتماع

آپ کو یاد ہوگا کہ جنوری ۱۹۶۲ء میں آٹھ ستارے ایک برج میں اکٹھے ہوئے تھے علم نجوم کے ماہروں نے اس اجتماع کے فوائد پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ اجتماع ہندوستان کے لئے بہت نقصان دہ ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ملک پر مصیبت کی گھڑی آگئی ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ عہد مہابھارت میں صرف سات ستارے اکٹھے ہوئے تھے۔ اور اتنی بڑی تباہی ظہور میں آئی تھی۔ اب کے تو آٹھ ستارے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اور غضب یہ کہ ایک سفرے کے اندر ہمارا چاند بھی اسی برج میں داخل ہو گیا۔ اور اب نو ستارے آسمان پر بیٹھ کر ہماری بربادی کے منصوبے بنانے لگے۔

نجومیوں کی اس قیاس آرائی سے ہندو جنتا کتنی متاثر ہوئی تھی۔ وہ مت پوچھیئے۔ اس دن تجارت۔ آمد و رفت۔ لین دین سب بند۔ شہری زندگی بالکل معطل ہو کے رہ گئی تھی۔ بمبئی جیسا ہنگامہ خیز شہر بھی خاموش و سوگوار سا معلوم ہو رہا تھا۔ کیا نجومیوں کی یہ پیشگوئی اور جنتا کا یہ تاثر غلط تھا؟ نہیں۔ بلکہ اکبر الہ آبادی نے یہ جو کہا ہے کہ

زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

وہی بات ظہور میں آئی۔ اس کے بعد چین نے ہمارے ملک پر حملہ کیا۔ عالمی سیاست میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو وزیر خارجہ پاکستان کا خروج ہوا۔ مغربی ممالک نے الحاق کشمیر کو قطعی ماننے سے انکار کیا۔ چو۔ این۔ لائی نے پاکستان کا دورہ کیا۔ اور کشمیر میں رائے شماری کی حمایت کی۔ پاکستان نے چین کی طرف دوستی و محبت کی پینگ بڑھائی۔ کراچی پشتگھائی کے درمیان ہوائی سروس کا اجرا ہوا۔ فرانس نے کمیونسٹ چین کو تسلیم کیا۔ کئی افریقی ممالک میں ہندوستانیوں کے خلاف تحریکوں نے زور پکڑا۔ اور وہ جیتے سنہ پھیر لیا۔ برما سے ہندوستانی تجار نکلنے پر مجبور ہوئے۔ جزیرہ فیجی میں بھی ہندوستانیوں کا مستقبل تاریک نظر آنے لگا۔ کیا ہم ان افسوسناک واقعات کو آٹھ ستاروں کے اجتماع کی تاثیر کہہ سکتے ہیں؟

خیر یہ تو عالمی سیاست کی باتیں ہوئیں جاری داخلی سیاست میں کشمیر کی درگاہ حضرت بل سے موئے مبارک کی چوری۔ ملک کے ایک حصے میں ہولناک فرقہ وارانہ فسادات۔ پھر اس پر ہند پارلیمنٹ میں مسٹر نرینک انتھونی کی تلخ نوائی۔ شری جے پرکاش نارائن اور دوسرے سرودیہ لیڈروں کے لرزہ خیز بیانات۔ شیخ عبداللہ کی رہائی۔ اور ہندوستان کے قدیم رہنماؤں جیسے شری راجگوپال آچاریہ۔ آچاریہ ونوبا بھاوے اور جے پرکاش نارائن کی طرف سے شیخ عبداللہ کی حوصلہ افزائی۔ اور پھر آخر میں تمام ہندوستانیوں کو پنڈت جواہر لال نہرو کا داغ مفارقت۔ اتنے خلاف توقع واقعات کیا ان کے ظہور میں ان آٹھ ستاروں کے اجتماع کا دخل نہیں ہے؟ جس خدا نے معمولی جڑی بوٹی میں تاثیر رکھی ہے کیا اس نے اتنے بڑے بڑے کروں میں کوئی تاثیر نہیں رکھی؟

لڑکے کے پیٹ میں بچہ

اور اب سنئے یہ حیرت انگیز خبر کہ ۱۹ اپریل ۱۹۶۴ء کو سینٹ جارج ہسپتال بمبئی میں ایک لڑکے کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوا۔ یہ بچہ اپریشن کر کے نکالا گیا۔ جو لوگ نر و مادہ یا مرد و عورت کے ملاپ کے بغیر پیدائش محال قرار دیتے ہیں۔ انہیں اس واقعہ پر غور کرنا چاہیئے۔ یہاں تو نر و مادہ کے ملاپ کا سوال ہی نہیں۔ مرد کا پیٹ جنین کی قرارگاہ بن گیا۔

ڈاکٹروں کی رپورٹ یہ ہے کہ جس وقت یہ لڑکا رحم مادر میں تھا اس کے والدین نے اختلاط کیا۔ جس کے نتیجے میں مادہ منویہ کا کوئی ذرہ کسی طرح اس لڑکے کے پیٹ میں داخل ہو گیا۔ اور یہ وہاں نشو و نما پاتا رہا۔ اور جب وہ بچے کی شکل کا ہو گیا تو اسکو درد شکم کی شکایت شروع ہوئی۔ ایکسرے سے معلوم ہوا کہ اس کے پیٹ میں گوشت کا کوئی لوتھڑا ہے۔ مگر جب اپریشن ہوا۔ تو لوتھڑے کی بجائے آدمی کا بچہ نکلا جس کے تمام اعضا کچھ ناقص اور کچھ کامل صورت میں موجود تھے۔ اب اہل نظر غور کریں کہ یہ پیدائش زیادہ عجیب ہے۔ یا کنواری عورت کا داخلی تحریک کی بنا پر حاملہ ہو جانا؟

رام منوہر لوہیا

اور اب ہم ہندوستان کے مشہور رہبر اشتمالیات ڈاکٹر رام منوہر لوہیا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ آپ امریکی درس گاہوں کی دعوت پر تقاریر کرنے گئے ہوئے ہیں۔ آپ کو ٹلاسس کے ایک ہوٹل کے متعلق معلوم ہوا کہ اس میں کسی غیر سفید فام کو داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ آپ نے نسل پرستی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اس ہوٹل میں داخل ہونے کا پروگرام بنا لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پولیس کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔

اب لوہیا صاحب سے یہ کون پوچھے کہ یہ کار خیر کرنے کے لئے آپ کو اتنی دور جانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا ہندوستان میں ایسے کلب اور سوسائٹیاں نہیں۔ جن میں صرف ایک ہی فرقے کے لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت ہے۔ کیا بمبئی کے مغت لال کلب میں کسی غیر ہندو کو داخل ہونے کی اجازت ہے؟ حالانکہ یہ کلب پبلک اجتماع کی جگہ پر واقع ہے۔ بمبئی میرن لائن پر۔ روزانہ ہزاروں آدمی سمندر کی ہوا کھانے آتے ہیں۔ اس کلب کی دیوار کے پاس بیٹھتے ہیں۔ مگر اس کی چہار دیواری کے اندر نہیں جا سکتے۔ کیا یہ نسل پرستی اہل امریکہ کی نسل پرستی سے کچھ کم درجہ کی ہے۔ بہتر تو یہ ہوتا کہ آپ قانون شکنی کے لئے امریکہ جانے کی بجائے پہلے اپنے ہی ملک کی طرف توجہ کرتے۔

پھر آپ کا دوسرا کارنامہ یہ ہے کہ اس وقت جب ساری دنیا پنڈت جواہر لال نہرو کی موت کا غم منا رہی تھی۔ اور دنیا بھر کے اخبارات ان کی تعریف و منقبت میں لگے ہوئے تھے۔ آپ نے امریکی پریس رپورٹروں کے سامنے ہندوستان کی اس عظیم شخصیت کے خلاف دل کھول کے ہرزہ سرائی کر ڈالی۔ کیا اختلافات کا اتنا بھی۔ موقعہ اور محل سے بالاتر قابل مدگور ہو سکتا ہے۔

ساری دنیا کو پاگل سمجھنے والے! کہیں ایسا نہ ہو کہ ساری دنیا تم کو پاگل نہ سمجھنے لگ جائے۔

زکوٰۃ

کا ادا کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ نماز کا ادا کرنا۔ اور اس کا نہ ادا کرنا موجب عذاب ہے جس طرح نماز نہ ادا کرنے والا خدا کے نزدیک مجرم اور سزاوار گردانا جاتا ہے۔

ضروری گذارش ـــ توجہ کی محتاج

بجانب نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

احباب کرام آپ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ یہ زمانہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض یحیی الدین ویقیم الشریعت کو پورا کرنے کے لئے کثرت سے اشاعت و تقسیم لٹریچر کی ضرورت ہے۔

صدر انجمن احمدیہ قادیان پر تقسیم ملک کے بعد آبادی قادیان کا خاصہ بار ہے اور اس کے مقابل پر آمد کے وسائل محدود ہیں۔ اس لئے نشر و اشاعت کا کام احباب کے زائد چندہ سے کر کیا جاتا ہے۔

مہربانی فرما کر اس طرف خاص توجہ فرما کر چندہ نشر و اشاعت جلد ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

یہ زمانہ قلمی جہاد کا ہے۔ اس میں حصہ لے کر اللہ تعالےٰ کو راضی فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اپنے خاص افضال اور برکتوں سے نوازے۔ آمین۔

تبادلہ مبلغین

از نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

(۱) مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کو مدراس سے کلکتہ تبدیل کیا گیا ہے۔ کلکتہ میں ان کا ایڈریس یہ ہوگا۔

Anjuman Ahmadiyya
205, New Park Street
Calcutta

(۲) ـ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب کو کلکتہ سے دہلی تبدیل کیا گیا ہے۔ مولوی صاحب کا ایڈریس یہ ہوگا۔

H. No 5973
Ballimaran Street
DELHI-6

مدراس میں فی الحال کوئی مبلغ نہیں ہیں۔ جولائی کے شروع سے ان تبادلوں پر عملدرآمد ہوگا۔

خاکسار
مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

علاقہ مالابار سے حج بیت اللہ کرنیوالے

امسال مالابار کے مندرجہ ذیل پانچ احمدی بھائیوں اور ایک احمدی خاتون کو حج بیت اللہ بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی ہے:۔

۱۔ مکرم ٹی۔ کے کنجاین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کرولائی
۲۔ " ڈاکٹر پی۔ عبداللہ صاحب بی۔اے پینگاڈی
۳۔ جناب بی۔ اے احمد صاحب بی۔ اے۔ "
۴۔ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ زوجہ پی۔ احمد صاحب بی۔ اے پینگاڈی
۵۔ مکرم پی۔ عبدالحمید صاحب پینگاڈی
۶۔ پی عبدالجلیل صاحب ایم۔ اے۔ ایم۔ ایس۔ سی پینگاڈی

مذکورہ چار احمدی دوست مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب فاضل مالاباری کے بھائی مکرم عبدالرحیم صاحب کے بیٹے ہیں۔ اور ایک خاتون محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ مکرم پی احمد صاحب کی اہلیہ ہیں۔

خاکسار
محمد عمر الدین مالاباری درویش قادیان

۲۶ ۵/۶۴

جلسہ یوم خلافت

بعض مجبوریوں کی وجہ سے ۲۷ مئی کی بجائے مورخہ ۳۱ مئی بروز اتوار جلسہ یوم خلافت منایا گیا۔ چنانچہ بعد نماز مغرب زیر صدارت مکرم اکبر علی ملا صاحب جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ احمد علی صاحب ملا صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ روشن علی صاحب نے خلافت کے بارے میں ایک نظم اردو میں پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد خاکسار نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ پھر احمد علی ملا صاحب نے "خلافت تا قیامت تک جاری رہے گی" کے موضوع پر بنگالی زبان میں ایک مضمون پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد محمد علی صاحب نے "خلافت دینی و دنیوی ترقی کا ذریعہ" کے موضوع پر بنگالی زبان میں مضمون پڑھا۔ بعد ازاں جہاں آراء بیگم صاحبہ نے خلافت کے بارے میں چند منٹ بنگالی زبان میں تقریر کی۔ اس تقریر کے بعد کوثر علی ملا صاحب نے "خلافت کے ذریعہ ہم دنیا میں ترقی کر سکتے ہیں" کے موضوع پر بنگالی میں تقریر کی۔ انہوں نے بتایا کہ جب سے مسلمان خلافت سے محروم ہوئے تب سے مسلمان تنزل کی طرف گرتے گئے۔ اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق دوبارہ خلافت قائم ہوئی ہے۔ انشاء اللہ پھر اسلام کو ترقی ملے گی۔
اس کے بعد روشن علی صاحب نے خلافت کے بارے میں ایک مضمون اردو میں پڑھا۔ بعدہٗ خاکسار نے مقام خلافت اور خلافت علیٰ منہاج النبوت کے قیام کی پیشگوئی کے ظہور کے بارے میں مختصر سی تقریر کی۔ جس میں قرآن کریم اور حدیث کی رو سے بتایا کہ خلافت کے ساتھ وابستگی سے ہی مسلمان دینی اور دنیوی ترقی کر سکتے ہیں۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم خلافت سے وابستہ ہیں۔
جلسہ کی کارروائی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت اور درازی عمر کی دعا پر ختم ہوئی۔ اس جلسہ میں احمدی مرد و خواتین اور بعض غیر احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔

خاکسار عبدالرحمٰن فانی مبلغ بانسرہ مغربی بنگال

ضروری اعلان

جملہ صدر صاحبان و سیکرٹریان امور عامہ کو خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ ان کی طرف سے امور عامہ سے متعلق رپورٹ ہائے کارگذاری ماہانہ بہت کم موصول ہو رہی ہیں۔ حالانکہ موجودہ ملکی حالات کے پیش نظر علاقہ کے ماحول اور جماعتی، تنظیمی حالات سے مرکز کو باخبر رکھنا نہایت ضروری ہے۔
اسی طرح رشتہ ناطہ کی مشکلات اور قابل شادی اناث و ذکور کے کوائف بھی مرکز میں بھجوائے جانے چاہئیں۔ کیونکہ مرکز کو علم ہونا چاہیئے۔ کہ کس علاقہ میں کتنے لڑکے اور لڑکیاں ناکتخدا ہیں۔
یہ ہر دو نہایت اہم امور ذمہ دار احباب کے عملی تعاون کے بغیر سرانجام دیئے جانے ممکن نہیں۔ اس لئے احباب مہربانی فرما کر اپنی ذمہ داریوں کے احساس کا عملی ثبوت دیں۔ اور مرکز کے ساتھ تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظر امور عامہ قادیان

اعلانِ وصیت کی شرح میں اضافہ

چونکہ مہنگائی کے بڑھ جانے کی وجہ سے اخبارات نے وصیتیں شائع کرنے کا ریٹ بڑھا دیا ہے۔ اس لئے آئندہ ہر وصیت کے لئے اعلانِ وصیت کی رقم ساڑھے پانچ روپے کی بجائے

ـــ چھ روپیہ ـــ

وصول کی جایا کرے گی۔ احباب مطلع رہیں۔ (فیصلہ مجلس کارپرداز قادیان ۲۳ ـ ۱۳-۶-۶۴)

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

بجٹ سال رواں اور احباب جماعت کی ذمہ واریاں

تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنی جانیں۔ اموال۔ اولاد اور عزتوں کو خدا تعالیٰ کے دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے قربان کر دیا تھا جن کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اس رنگ میں دیا کہ وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوا عنہ کے معزز خطاب سے نوازے گئے۔ اور دنیاوی لحاظ سے بھی اُنہیں اور اُن کی نسلوں کو سینکڑوں سال تک دنیا کی قسمتوں کا مالک بنا دیا گیا۔ اسی طرح آج بھی ہماری جماعت میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ کہ ایسے احمدی احباب جن کو محض دین کی راہ میں اپنی جانیں۔ اموال۔ اولاد۔ عزتوں اور وطن کی قربانی دینی پڑی۔ نتیجتاً وہ نہ صرف قیامت تک کے لئے تاریخ احمدیت میں سنہری باب بنے بلکہ وہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح نانِ شبینہ کے محتاج تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اور اُن کی اولادوں کو دنیاوی لحاظ سے بھی معزز اور ممتاز حیثیت عطا فرمائی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ دین کی خدمت اور قربانیوں کے مواقع آج صرف ہم احمدیوں کو ہی حاصل ہیں۔ باقی تمام دنیا اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہے۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہے وہ احمدی جس کو دین و دُنیا کی لازوال دولتوں کے پانے کی راہ دکھائی گئی ہے۔ اور وہ اس راہ پر چل کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:-

"خدا تعالیٰ کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر۔ اپنی عزت کو چھوڑ کر۔ اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ۔ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھاؤ گے۔ تو اس پیارے بچے کی طرح خدا تعالیٰ کی گود میں آ جاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے۔ جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھول دیئے جائیں گے۔"

حضرت اقدس نے مزید فرمایا:-

"یہی وقت خدمتگذاری کا ہے۔ پھر اس کے بعد یقیناً وہ وقت آتا ہے۔ کہ ایک سونے کا پہاڑ اس کی راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسے کے برابر ہوگا؟"

احباب کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان ارشادات کے ہوتے ہوئے ہم سب کو اپنا اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ کہ دین کی مالی خدمت کے تعلق میں ہم پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور جبکہ جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر اور بیعت کر کے ہم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد بھی کیا ہے۔

اور اس کے بعد ہم ہر سال اپنی رضا اور شرح صدر سے محض رضائے الٰہی کی خاطر بجٹ بنواتے ہیں۔ تو اس کی سو فیصدی ادائیگی کرنی ہم پر لازم ہو جاتی ہے۔ جس کو پورا کر کے ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کر لیتے ہیں۔ اور بجٹ کو یعنی جو مالی خدمت کا عہد اللہ تعالیٰ سے باندھا ہے۔ اس کو پورا نہ کرنے کی صورت میں ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جواب دِہ ٹھہرتے ہیں۔

لیکن اب صورت یہ ہے کہ بجٹ سال رواں کے ابتدائی دو ماہ گذر رہے ہیں مگر جماعتوں کی طرف سے نسبتی بجٹ کے مطابق چندہ جات کی وصولی نہیں ہو رہی۔ اور بہت سی جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے اب تک چندہ جات کی کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔ حالانکہ مرکزی ضروریات اس امر کی متقاضی ہیں۔ کہ سلسلہ کا ہر فرد اور جماعتوں کے تمام عہدیدار اپنی مالی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اور صحیح رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم کر کے ہر ماہ باقاعدگی سے چندے ادا کریں۔ لہذا عہدیدارانِ کرام سے یہ درخواست ہے کہ وہ چندہ جات کی وصولی کے لئے خاص اہتمام کریں۔ تاکہ جماعت میں کوئی ایسا فرد باقی نہ رہے۔ جو نادہندہ۔ بقایا دار یا بے شرح ہو۔ اور نہ صرف یہ کہ جملہ احبابِ جماعت لازمی چندوں کو باقاعدگی سے ادا کریں۔ بلکہ طوعی تحریکات میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اپنے ایمان اور اخلاص کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔

امید ہے کہ احباب جماعت اپنے ذمہ چندوں کی رقوم جلد از جلد ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے اور عہدیداران مال نسبتی بجٹ کے مطابق جلد از جلد وصولی کر کے چندہ جات کی رقوم ارسال فرمائیں گے۔ تاکہ مرکزی ضروریات اور خدمتِ اسلام کی تکمیل میں جو رکاوٹ اور مشکل پیدا ہو رہی ہے۔ وہ دُور ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ خدمت سلسلہ کی توفیق عطا کر کے ہمارا ہوں پر چلائے جو اس کے فضل اور رضا کی راہیں ہیں۔

خاکسار:-

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

نئی دہلی ۵ ارجون - بھارت کے پردھان منتری شری لال بہادر شاستری نے بھارت و پاکستان کے تعلقات بہتر بنانے کے لئے صدر ایوب کے جذبات اور خواہش سے مخلصانہ طور پر اتفاق ظاہر کیا ہے۔ انہوں نے صدر ایوب کو یقین دلایا ہے۔ کہ وہ دونوں دیشوں کے مابین ہمسائیگی، مفاہمت اور دوستی کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے صدر ایوب نے انہیں پردھان منتری بننے پر مبارکباد کا جو پیغام بھیجا تھا۔ اس کے جواب میں شری شاستری نے کہا کہ آپ نے یکم جون کو نشری تقریر میں بھارت پاکستان مفاہمت کی جو خواہش ظاہر کی۔ اور جن دوستانہ جذبات کا اظہار کیا۔ میں ان کی سراہنا کرتا ہوں ہمارے دیش کافی عرصہ سے ایک دوسرے کے خلاف رہے ہیں۔ میں آپ کے اس نظریہ سے متفق ہوں کہ بھارت اور پاکستان میں ہمسائیگی مفاہمت اور دوستی ہمارے عوام کی خوشحالی میں بھاری حصہ ڈالے گی۔ ہمیں اپنے اختلافات ختم کرنے کے لئے صبر سے کام کرتے رہنا چاہیئے۔

نئی دہلی ۔ ۵ ارجون ریڈ ریجہ ٹیلیفون (خاص نامہ نگار سے) اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ نے آج ایک انٹرویو میں کہا کہ ہم ترجیح دیں گے کہ کیروں کی جگہ کسی سکھ لیڈر کو پنجاب کا نیا مکھیہ منتری بنایا جائے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو سکے تو ہمیں شری سچر کے نام پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ وہ بڑے اچھے آدمی ہیں۔ جب پوچھا گیا کہ آپ اس عہدہ کیلئے دیگر کن اصحاب کو پسند کرتے ہیں۔ تو آپ نے سردار دربارہ سنگھ کی مخالفت کی۔ تاہم سردار گوردیال سنگھ ڈھلوں یا سردار گیان سنگھ راڑیوالہ کو کانگرس میں واپس لا کر یہ عہدہ دلائے جانے کی حمایت کی۔ آج سیال تنتری پر بودھ چندر نے ایک بیان میں کہا۔ ہم پنڈت موہن لال کو بطور نیا مکھیہ منتری ہرگز قبول نہ کریں گے۔ کیونکہ وہ کیروں کی تمام سرگرمیوں میں شامل رہے ہیں۔ اس لئے ہم انہیں ہرگز کامیاب نہ ہونے دیں گے۔

چنڈی گڑھ ۵ ارجون ۔ پنجاب کے مکھیہ منتری سردار کیروں نے جن کا استعفیٰ ابھی منظور نہیں ہوا انگریزی روزنامہ ہندوستان ٹائمز کی آج کی اشاعت میں خبر رساں ایجنسی یو۔ این۔ آئی (U - N - I) کی اس خبر کی تردید کی ہے کہ انہوں نے کانگرس ہائی کمان کی طرف سے ٹیلیفون پر ہدایات ملنے پر استعفیٰ ارسال کیا تھا۔ سردار کیروں نے کہا یہ خبر بے بنیاد ہے۔ مجھے انتہائی افسوس ہے کہ ایک خبر رساں ایجنسی نے مقصدیت دیرینہ غیر جانبدارانہ کے پیشہ وارانہ اخلاق کی بطور کی خلاف ورزی کی ہے۔ جیسا کہ کل اپنے استعفیٰ کا اعلان کرتے ہوئے میں نے واضح کیا تھا کہ میں نے کانگرسی پارٹی کے وقار میں اضافہ کرنے کے لئے خود مستعفی ہونے کا فیصلہ کیا۔

چنڈی گڑھ ۱۵ رجون ۔ پنجاب کے مکھیہ منتری سردار کیروں نے آج اپنا اور اپنے ساتھی وزراء کا استعفیٰ گورنر پنجاب حافظ ابراہیم کو پیش کر دیا۔ مکھیہ منتری نے پنجاب وزارت کے استعفیٰ کا اعلان پریس کانفرنس میں کیا۔ گورنر نے سردار کیروں کا استعفیٰ منظور کر دیا۔ اور انہیں نئے مکھیہ منتری کے تقرر تک عہدہ پر قائم رہنے کے لئے کہا۔

ڈھاکہ ۵ ارجون ۔ ملائیشیا کے جھگڑے کے تصفیہ کے لئے ملائیشیا انڈونیشیا اور فلپائن کے سکھر سمیلن کے لئے راستہ ہموار ہو گیا ہے۔ کل رات ملائیشیا کے وزیر اعظم ٹنکو عبد الرحمٰن نے ٹوکیو پہنچنے پر اعلان کیا کہ انہوں نے ملائیشیا سے انڈونیشی گوریلوں کے اخراج کی تصدیق کے لئے پڑتالیہ چوکیاں قائم کرنے کے بارے میں تھائی لینڈ سرکار کی تجویز منظور کر لی ہے۔

وارنہ گڑھ ۵ ارجون ۔ کل سرود سے لیڈر شری ونوبا کے جسم میں بھاری پن اور سستی محسوس کر رہے ہیں۔ ڈاکٹروں نے انہیں آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ لیکن بھودان لیڈر کل صبح باقاعدہ اپنے پروگرام کے مطابق پیدل چل پڑے۔ لیکن دو تین فرلانگ چلنے کے بعد تھک گئے۔ اور چل نہ سکے۔ تب انہیں ایک جیپ میں سوار کر کے دوسرے مقام پر پہنچا دیا گیا۔

نئی دہلی ۵ ارجون ۔ پردھان منتری شری لال بہادر شاستری نے پھر کہا ہے کہ پنڈت نہرو جو کام باقی چھوڑ گئے ہیں۔ وہ انہیں پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ ایر مارشل انجینئر کے ایک خط کے جواب میں آپ نے لکھا ہے۔ پنڈت جی کی موت ابھی تک ہمارے دل و دماغ میں ہے۔ اور ہم غم زدہ ہیں۔ جو خلاء پیدا ہوا ہے اسے کبھی پورا نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم پنڈت جی جو کام چھوڑ گئے ہیں۔ میں اُسے جاری رکھنے کی کوشش کروں گا۔ یہ ایک عظیم اعزاز ہے۔ مجھ پر جو اعتماد اور خواہش ظاہر کی گیا ہے میں اُس کے تئیں سے انکساری محسوس کرتا ہوں۔

پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم بھارت کی وفات پر تعزیت کا خط اور اس کا جواب

بھارت کے وزیر اعظم شری جواہر لال نہرو کی اچانک وفات پر جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے نظارت ہذا نے جناب ڈاکٹر رادھا کرشنن صاحب صدر جمہوریہ ہند اور دیگر وزراء مرکزی حکومت اور حکومت پنجاب کی خدمت میں تعزیت کا تار بھیجا گیا تھا۔ ان میں سے موصوف کے سیکرٹری صاحب کی طرف سے حسب ذیل جواب موصول ہوا ہے۔

راشٹرپتی بھون
نئی دہلی ۴

جناب عالی ۲۴-۶-۶۴ء

جناب راشٹرپتی صاحب نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ میں ان کی طرف سے آپ سب دوستوں کا شکریہ ادا کروں۔ اس تعزیتی پیغام پر جو آپ نے ان کی خدمت میں پنڈت جواہر لال صاحب کی وفات پر لکھا ہے اور جس میں اظہار تعزیت کیا گیا ہے۔

بخدمت سیکرٹری جنرل (ناظر امور عامہ)
جماعت احمدیہ قادیان

دستخط انڈر سیکرٹری

آپ کا چندہ اخبار بدر مورخہ ۲۸-۶-۶۴ سے ختم ہے

پنڈت نہرو کی وفات پر اظہار افسوس

۱۔ جماعت احمدیہ سونگھڑہ (اڑیسہ) نے وزیر اعظم پنڈت نہرو کی وفات پر ایک تعزیتی ریزولیوشن پاس کیا۔ اور اس کی نقول پریس کے علاوہ صدر جمہوریہ۔ شریمتی اندرا گاندھی اور دوسرے متعلقہ افراد کو بھیجی ہیں۔

۲۔ مورخہ ۲۹-۶۴ کو جموں میں مکرم بابو محمد یوسف صاحب معلم وقف جدید نے ہزار دل مزدوروں کے مجمع منعقدہ سشن تکیاپٹ جموں میں تقریر کی جس میں ہندوستان کے اس عظیم لیڈر کی وفات پر غم و اندوہ کا اظہار کیا۔ اور ملک کے لئے آپ کی عظیم خدمات کا احسن رنگ میں ذکر کیا۔